قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 3/ مارچ 2023ء | 10/ شعبان 1444 ہجری قمری | 3/ امان 1402 ہجری شمسی | جلد: 5 | شمارہ: 53

ارشادِ باری تعالیٰ

اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

(النساء: 79)

ترجمہ: تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکڑے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں (ہی کیوں نہ) ہو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اللہ کی نعمتیں مومنوں کے لئے جائز ذریعہ سے ہوں

اللہ تعالیٰ نے ...دنیا کی مال و دولت اور دنیا کمانے سے منع نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں یقیناً مومنوں کے لئے جائز ہیں بشرطیکہ جائز ذریعہ سے حاصل کی جائیں اور وہ دین کے راستے میں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کے راستے میں روک نہ بنیں۔ عبادتوں میں روک نہ بنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت سے متعلق اس بات کی فکر تھی کہ جو پاک انقلاب آپ نے صحابہ میں پیدا کیا اور انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح کو جس طرح سمجھا وہ آئندہ آنے والے مسلمانوں میں مفقود نہ ہو جائے، ختم نہ ہو جائے۔ چنانچہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں اپنی امّت کے بارے میں جس بات کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں (مجھے خطرہ ہے، خوف ہے یا فکر ہے۔ خوف تو نہیں فکر ہے) وہ یہ ہے کہ میری امّت خواہشات کی پیروی کرنے لگ جائے گی اور دنیاوی توقعات کے لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں لگ جائے گی اور ان خواہشات کی پیروی کے نتیجہ میں وہ حق سے دُور چلی جائے گی۔ دنیا کمانے کے منصوبے آخرت سے غافل کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو! یہ دنیا رختِ سفر باندھ چکی ہے اور آخرت بھی آنے کے لئے تیاری پکڑ چکی ہے۔ دونوں طرف سے سفر شروع ہے۔ دنیا اپنے انجام کی طرف جارہی ہے۔ آخر قیامت آنی ہے اور آخرت میں بھی حساب کتاب ہونا ہے وہاں بھی تیاری شروع ہے۔ اَور فرمایا کہ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ غلام اور بندے ہیں۔ دنیا کے بھی کچھ غلام ہیں۔ کچھ آخرت کی فکر کرنے والے بھی ہیں۔ فرمایا پس اگر تم میں استطاعت ہو کہ دنیا کے بندے نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔ تم اس وقت عمل کے گھر میں ہو اور ابھی حساب کا وقت نہیں آیا۔ مگر کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے اور وہاں کوئی عمل نہیں ہو گا۔

(بحار الانوار از الشیخ محمد باقر مجلسی الجزء التاسع والستون کتاب الایمان والکفر حدیث 63 صفحہ 263-264 مطبوعہ الامیرۃ بیروت 2008ء)

(خطبہ جمعہ خطبہ جمعہ 5/ مئی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- محبّت کی لاریب مورت ہے ماں (منظوم)
- بنیادی مسائل کے جوابات
- احمدیت کا فضائی دور
- مسجد نور میں خلافت ثانیہ کے انتخاب کی روئیداد
- اپنے جائزے لیں
- سلام کے آداب

فرمانِ رسولؐ

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ:یَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ

(الترمذی فی السنن، کتاب القدر، باب ما جاء فی الإیمان بالقدر خیرہ وشرہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے مومن نہیں ہو سکتا۔ وہ اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں مجھے اس نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، وہ موت پر اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے اور تقدیر پر ایمان لائے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے؟

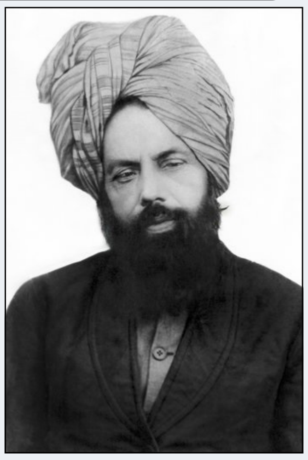

- خواب کے سلسلہ پر غور کرنے سے ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ عالم ثانی میں بھی یہی سنت اللہ ہے۔ کیونکہ جس طرح خواب ہم میں ایک خاص تبدیلی پیدا کر کے روحانیات کو جسمانی طور پر تبدیل کر کے دکھلاتا ہے۔ اس عالم میں بھی یہی ہو گا اور اس دن ہمارے اعمال اور اعمال کے نتائج جسمانی طور پر ظاہر ہوں گے اور جو کچھ ہم اس عالم سے مخفی طور پر ساتھ لے جائیں گے وہ سب اس دن ہمارے چہرہ پر نمودار نظر آئے گا اور جیسا کہ انسان جو کچھ خواب میں طرح طرح کے تمثلات دیکھتا ہے اور کبھی گمان نہیں کرتا کہ یہ تمثلات ہیں بلکہ انہیں واقعی چیزیں یقین کرتا ہے ایسا ہی اُس عالم میں ہو گا بلکہ خدا تمثلات کے ذریعہ سے اپنی نئی قدرت دکھائے گا۔ چونکہ وہ قدرت کامل ہے۔ پس اگر ہم تمثلات کا نام بھی نہ لیں اور یہ کہیں کہ وہ خدا کی قدرت سے ایک نئی پیدائش ہے تو یہ تقریر بہت درست اور واقعی اور صحیح ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 397)

- مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کی موت کو دیکھو اور اس پر غور کرو کہ بڑی عبرت کی جگہ ہے کس طرح ناگہانی موت ان پر وارد ہوئی۔ ہر ایک شخص کو سمجھنا چاہیے کہ یہ دن کسی وقت آنے والا ہے۔ سب کو اس کے واسطے تیار رہنا چاہیے۔ ان باتوں کا تصور اور مطالعہ انسان کو سچا مومن بنا دیتا ہے۔ جب انسان دنیا کی طرف جھکتا ہے اور بہت امور کو اپنے گلے ڈال لیتا ہے تو ایک طول اَمل پیدا ہو جاتا ہے۔ طول امل سے ہی سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جو شخص عمر کو لمبا سمجھتا ہے اور بڑی بڑی امیدیں کرتا ہے اور کہتا ہے یہ کروں گا وہ کروں گا اس کے واسطے دل کی پاکیزگی کا حصول مشکل ہے۔ مومن کو چاہیے کہ رات کو سوئے اور صبح اٹھنے کی امید نہ کرے اور صبح اُٹھے تو رات تک زندگی کی امید نہ رکھے۔ سب سے اعلیٰ اور آخری بات یہ ہے کہ دل کی پاکیزگی حاصل ہو۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کرتا ہے تو دل کی پاکیزگی اس کو عطا کرتا ہے بغیر فضلِ الٰہی کے پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اوّل بات یہ ہے کہ طول امل جاتا رہے۔ تب انسان تسلی پکڑتا ہے۔ جب انسان دن بھر ناجائز وسائل اختیار کرتا ہے اور دنیا کمانے کے پیچھے پڑا رہتا ہے تو دل ناپاک ہو جاتا ہے۔ مگر موت سے زیادہ اور کوئی واعظ نہیں یہی بڑا واعظ ہے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 198 ایڈیشن 1984ء)

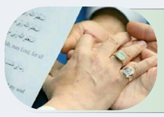

دربارِ خلافت

اسلام پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں لیتا۔ گھر کی چار دیواری میں عورت کو بند کرنا اس سے مراد نہیں ہے۔ ہاں حیا کو قائم کرنا ہے

جرمنی میں گزشتہ جلسہ سالانہ پر مَیں نے عورتوں میں عورتوں اور مردوں کے فرق اور ان کے فرائض اور ان کے کام یعنی ہر ایک کے جو مختلف کام ہیں نیز عورتوں کے حقوق کی بات کی تو ایک جرمن خاتون آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس دوران پوری تقریر سنی تو کہنے لگیں کہ پہلے مَیں سمجھتی تھی کہ اسلام عورتوں کے حقوق غصب کرتا ہے لیکن آج آپ کی باتیں سن کر مجھے پتا چلا کہ اسلام عورتوں کے حقوق اور اس کی عزت اور اس کا احترام زیادہ باریکی میں جا کر بیان کرتا ہے اور قائم کرتا ہے۔ پس کسی احمدی لڑکی یا عورت کو یا کسی لڑکے کو کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی ہے جس نے دنیا کو پُرامن اور اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والا بنانا ہے۔ دنیا کو ایک وقت میں احساس ہو جائے گا کہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم پر ہی غور کریں اور عمل کریں۔ مَردوں کو یہ حکم دینے کے بعد کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھو، عورت کی عزت قائم کرو، پھر عورت کو تفصیل سے حکم دیا کہ تم نے بھی اپنی نظریں نیچی رکھنی ہیں اور پردہ کس طرح کرنا ہے اور کس کس سے کرنا ہے۔ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو گی تو کامیاب ہو جاؤ گی۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ پردہ اور حیا تمہاری کامیابی کی نشانی ہے۔ تمہاری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ چنانچہ فرمایا کہ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اٰبَآئِہِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾ (النور: 32) اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کے لئے یا مَردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی جنسی حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ لوگوں پر وہ ظاہر کر دیا جائے جو عورتیں عموماً اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مردوں کی نظریں بھی اور عورتوں کی نظریں بھی نیچی رکھنے اور پردہ سے ہی عورت کی عزت اور عصمت کی حفاظت ہو گی۔ ترقی یافتہ ممالک میں تو عزت اور عصمت کی حفاظت کے معیار بدل گئے ہیں۔ نامحرموں کے آپس کے تعلقات اگر لڑکے اور لڑکی کی مرضی سے ہیں تو پھر زنا نہیں کہلاتا۔ یہ اگر مرضی کے خلاف ہیں تو پھر زنا کہلایا جاتا ہے۔ جب ایسی گراوٹیں آ جائیں تو ایک مومن کو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کے لئے بہت زیادہ دعاؤں اور کوشش کی ضرورت ہے۔

اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ عورت کو حجاب اوڑھا کر، پردہ کا کہہ کر اس کے حقوق سلب کئے گئے ہیں اور اس سے کچے ذہن کی لڑکیاں جو ہیں بعض دفعہ متاثر ہو جاتی ہیں۔ اسلام پردہ سے مراد جیل میں ڈالنا نہیں لیتا۔ گھر کی چار دیواری میں عورت کو بند کرنا اس سے مراد نہیں ہے۔ ہاں حیا کو قائم کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

محبّت کی لاریب مورت ہے ماں

خدا کی بشر پر عنایت ہے ماں
محبّت کی لاریب مورت ہے ماں

ترے مصحفِ رُخ کو دل سے پڑھوں
تجھے دیکھنا بھی عبادت ہے ماں

تری ذات میں موجِ کوثر رواں
تری آنکھ میں جوئے شفقت ہے ماں

ہمیشہ اٹھاتی ہے بچوں کے ناز
ہیں خوش بخت، جن کی سلامت ہے ماں

ترے دم سے ہے برکتوں کا نزول
ترے پاؤں کے نیچے جنت ہے ماں

سراپا محبّت کی آماجگاہ
گلابوں کی خوشبو، لطافت ہے ماں

سبھی کام بگڑے سنور جاتے ہیں
مری ہر دعا کی ضمانت ہے ماں

نہیں تیرا کوئی بھی نعم البدل
عطا میں عطا بیش قیمت ہے ماں

بچائے بلاؤں سے بشریٰ! مجھے
دعاؤں سے کرتی حفاظت ہے ماں

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

بنیادی مسائل کے جوابات

نمبر 49

سوال: تیونس سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ قرآن کریم اور بائبل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی آنحضور ﷺ کی طرح حجاز کے علاقہ مکہ اور مدینہ میں ہی بعثت ہوئی تھی۔ اس بارہ میں حضور کا کیا ارشاد ہے؟ حضوانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 24؍ نومبر 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے موقف کے حق میں قرآن کریم کی بعض آیات سے جو استدلال کرنے کی کوشش کی ہے وہ آپ کی ذوقی باتیں ہیں اور ان کا تاریخ سے اس طرح ثبوت نہیں ملتا۔ نیز آپ نے بعض تاریخی واقعات کو آپس میں ملا جلا دیا ہے۔

وادی کے لفظ سے آپ کو کنفیوژن پیدا ہوئی ہے اور آپ نے اس سے مراد صرف مکہ اور حدیبیہ کی وادی ہی لیا ہے اور سورۃ القصص میں مذکور مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ میں بھی آپ کے نزدیک مکہ کی وادی ہی مراد ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں یہ لفظ کئی اور مقامات کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور سورۃ القصص کی آیت مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ الۡاَیۡمَنِ میں مذکور مقام کا تعلق حضرت موسیٰ کے اُس واقعہ سے ہے جب آپ اپنے سسر سے کئے گئے معاہدہ کی تکمیل کے بعد اپنے اہل کے ساتھ مدین سے کسی دوسری جگہ تشریف لے جارہے تھے کہ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہمکلام ہو کر آپ کو رسالت کے مقام پر فائز فرمایا اور آپ کو فرعون کی طرف مصر جانے کا حکم دیا۔

پھر صلح حدیبیہ کے واقعہ سے آپ نے جو استدلال کیا ہے، وہ بھی درست نہیں کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر تو حضور ﷺ مکہ میں داخل ہی نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ کفار مکہ سے ہونے والے معاہدہ کے مطابق حضور ﷺ حدیبیہ سے ہی واپس مدینہ آگئے تھے اور حسب معاہدہ اس سے اگلے سال آپ ﷺ عمرہ کیلئے مکہ تشریف لے گئے تھے۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ اس سفر میں فتح مکہ کی بنیاد پڑ گئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے بعد واپسی کے سفر میں حضور ﷺ کو سورۃ الفتح کے نزول کے ساتھ مکہ کی فتح کی بشارت عطاء فرمائی تھی اور صلح حدیبیہ کو فتح مبین بھی قرار دیا تھا۔

پھر وادیٔ کنعان اور وادیٔ مکہ ایک کیسے ہوسکتی ہیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ وادی کنعان کو بھی قرآن کریم نے ارض مقدسہ ہی کہا ہے۔ لیکن یہاں تو حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر اس قوم کو چالیس سال تک اس ارض مقدمہ سے محروم کر دیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنے متبعین کی نافرمانی کی وجہ سے اس نعمت سے محروم رہے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک طرف بخار اور دیگر وبائی بیماریوں والی بستی یثرب کو مدینۃ الرسول کے نام سے نئے نظم و نسق کے ساتھ آباد کرنے کی توفیق عطاء فرمائی اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آمد کی برکت سے اس کی بخار اور وبائی بیماریوں والی مسموم فضاء کو خوش گوار آب و ہوا میں تبدیل فرمادیا اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دس ہزار جانثار اور نہایت فرمانبردار قدسیوں کے جلو میں ایک عظیم فاتح کے طور پر مکہ کی ارض مقدسہ میں داخل فرمایا۔ پس ان غیر معمولی برکات و فیوض الٰہیہ سے معمور ارض مقدسہ المکۃ المکرمہ کا کنعان کی بستی سے کیا موازنہ ہوسکتا ہے اور ہم ان دونوں مقامات کو ایک کیسے قرار دے سکتے ہیں؟

آپ نے اپنے خط میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے وادیٔ کنعان میں داخل ہونے سے انکار کرنے اور صحابہ ٔرسول ﷺ کے حضور کی خدمت میں عرض کرنے کہ ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جا کے لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، کے واقعہ کو صلح حدیبیہ کے موقع کا لکھا ہے جبکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے لکھا ہے کہ یہ سب آپ کی ذوقی باتیں ہیں جن میں سے اکثر کی تاریخی لحاظ سے کوئی مطابقت نہیں ٹھہرتی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ قرآن کریم کی ایسی تفسیر اور تشریح نہیں کرنی چاہئے جو خود قرآنی تعلیم، قرآن کریم میں بیان تاریخی شواہد، سنت رسول ﷺ اور احادیث نبویہ میں بیان تعلیمات کے خلاف ہو۔

سوال: پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا ہے؟ نیز یہ کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جتنا وقت سورۃ البقرہ کی تلاوت میں لگتا ہے اتنا وقت اذان اور اقامت کے درمیان ہونا چاہئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14؍ دسمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: میرے علم میں تو صحیح بخاری کی کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس میں یہ ذکر ہو کہ نماز فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ ہونا چاہئے جتنا وقت سورۃ البقرہ کی تلاوت کرنے میں لگتا ہے۔ آپ نے بخاری کی جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ مجھے پہلے بھجوائیں پھر اس بارہ میں کوئی وضاحت کی جا سکتی ہے۔

باقی ہم یہاں مسجد مبارک میں طلوع صبح صادق (اذان فجر) سے نماز تک موسم کے اعتبار سے مختلف وقتوں میں 25 سے 40 منٹ تک کا وقفہ رکھتے ہیں اور فجر کی اذان کا وقت عموماً طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ سے ایک گھنٹہ تیس منٹ پہلے ہوتا ہے اور ساری دنیا کے معتدل علاقوں میں عموماً یہی اصول چلتا ہے۔

اِس زمانہ میں سائنس کی ترقی اور جدید آلات کی ایجاد کی وجہ سے طلوع فجر، زوال آفتاب اور طلوع و غروب آفتاب کے بالکل معین اوقات کا علم ہو جاتا ہے جو پرانے زمانہ میں ممکن نہیں تھا۔

اسلام نے نمازوں کیلئے صرف ایک معین وقت کا Hard and fast اصول مقرر نہیں فرمایا بلکہ اپنے متبعین کی سہولت کیلئے تمام نمازوں کیلئے ایک دورانیہ مقرر فرما دیا کہ فلاں سے فلاں وقت تک یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ تا کہ لوگ اپنی سہولت کے مطابق ان اوقات کے دوران نماز باجماعت کے وقت مقرر کرسکیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نماز کا ایک اوّل وقت ہے اور ایک آخری وقت۔ ظہر کی نماز کا اوّل

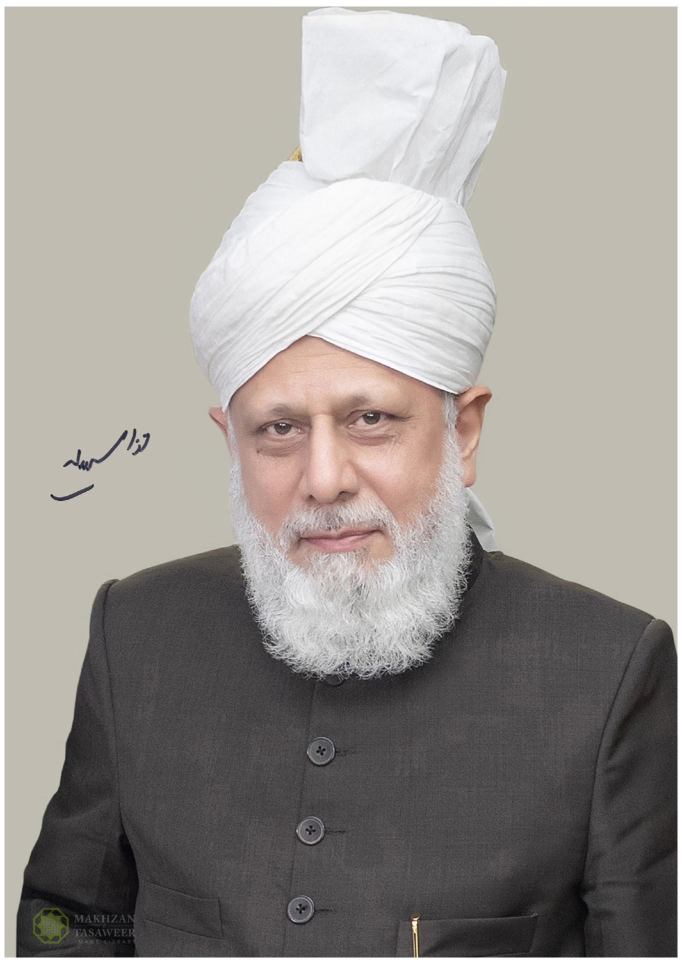

وقت سورج کا ڈھلنا ہے اور آخری وقت جب عصر کا وقت شروع ہوجائے اور عصر کا اوّل وقت جب یہ وقت شروع ہوجائے اور آخری وقت جب سورج زرد ہوجائے۔ مغرب کا اوّل وقت غروب آفتاب پر ہے اور آخری وقت شفق کا غائب ہونا ہے اور عشاء کا اوّل وقت شفق کے غائب ہونے پر اور آخری وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کا اوّل وقت صبح صادق کے طلوع ہونے پر ہے اور آخری وقت سورج کا طلوع ہونا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الصلاۃ باب مَا جَاءَ فِي مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ)

اسی طرح سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپؐ سے نمازوں کا وقت دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا کہ تم دو دن ہمارے پاس رہو۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا اور انہوں نے طلوع فجر کے ساتھ تکبیر کہی اور حضور ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپؐ نے حضرت بلال کو تکبیر کہنے کا حکم دیا اور پھر آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر ان کو اس وقت حکم دیا جس وقت سورج سفید تھا اور عصر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر سورج غروب ہونے پر انہیں حکم دیا اور نماز مغرب ادا فرمائی۔ پھر جس وقت شفق غروب ہوگیا ان کو حکم دیا اور نماز عشاء ادا فرمائی۔ پھر دوسرے دن ان کو حکم دیا اور نماز فجر روشنی میں ادا فرمائی اور نماز ظہر خوب ٹھنڈے وقت میں ادا فرمائی۔ پھر آپؐ نے نماز عصر ادا فرمائی جبکہ سورج کی سفیدی موجود تھی لیکن پہلے روز سے تاخیر فرمائی۔ پھر شفق غروب ہونے سے قبل نماز مغرب ادا فرمائی۔ پھر جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا تو آپؐ نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے نماز عشاء کی تکبیر کہی اور آپؐ نے نماز عشاء ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپؐ نے نمازوں کا وقت دریافت کرنے والے کے بارہ میں پوچھا اور اسے فرمایا کہ تمہاری نمازوں کے وقت ان وقتوں کے درمیان کے ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔

(سنن نسائی کتاب المواقیت باب أَوَّلُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ)

نماز فجر کے وقت کے بارہ میں احادیث صحیحہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ عموماً طلوع فجر کے اتنے وقت بعد فجر کی نماز پڑھاتے تھے جس وقت میں ایک انسان پچاس ساٹھ آیتیں پڑھ لیتا ہے اور پھر حضور ﷺ نماز فجر میں عموماً ساٹھ سے سو آیتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو ابھی اتنا اندھیرا ہوتا تھا کہ قریب موجود انسان تو پہچانا جاتا تھا لیکن دور کا انسان نہیں پہچانا جاتا تھا۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب وقت العصر۔ باب وَقْتِ الْفَجْرِ)

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ نطفہ میں جو Lactobacillus نامی بیکٹیریا پایا جاتا ہے، جو ایک قسم کی بجلی یا روشنی بھی پیدا کر سکتا ہے تو کیا یہی وہ بجلی یا روشنی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسانی پیدائش کے سلسلہ میں اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 14/ دسمبر 2021ء میں اس سوال کے بارہ میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: آپ کی بات اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ Lactobacillus نامی بیکٹیریا نطفہ میں موجود ہوتے ہیں، جو Contaminant کے طور پر نطفہ میں پائے جاتے ہیں، ان میں سے بعض میں، بہت چھوٹے پیمانہ پر بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت بھی ہوتی ہے۔ لیکن یہ بیکٹیریا تو بہت سی اور چیزوں مثلاً دہی، وٹامنز، Herbs وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح جسم میں بہت سے اور بیکٹیریا بھی ہیں جن میں کسی حد تک بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے جیسے کہ Probiotic microorganisms نامی پیٹ کے بیکٹیریا جو کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ بجلی بھی الیکٹرون کی Movement سے پیدا ہوتی ہے۔ جو کہ ایک مادی چیز ہے۔

جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انسانی پیدائش میں روح کے نمودار ہونے کا جہاں ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسانی تعلق کا مقصد اور فلسفہ بیان فرمایا ہے وہاں دراصل اس فطرت کو بیان فرمایا ہے جو انسانی جبلت میں مضمر ہوتی ہے اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا (الروم:31) یعنی یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا، کے الفاظ میں اور آنحضور ﷺ نے مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہِ اَوْ یُنَصِّرَانِہِ اَوْ یُمَجِّسَانِہِ۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اِذَا اَسْلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ ھَلْ یُصَلّٰی عَلَیْہِ) یعنی ہر بچہ فطرت صحیحہ پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں، کے الفاظ میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ کچھ حلیہ اور خو بُو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدائے تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت و غفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الٰہی کچھ پھیکا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر یک روح کسی قدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ بد استعمالی کی وجہ سے بد نما معلوم ہوتا ہے مگر یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 168-169)

روح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

روح ایک لطیف نور ہے جو اس جسم کے اندر ہی سے پیدا ہو جاتا ہے جو رحم میں پرورش پاتا ہے۔ پیدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ اوّل مخفی اور غیر محسوس ہوتا ہے پھر نمایاں ہو جاتا ہے اور ابتداء اس کا خمیر نطفہ میں موجود ہوتا ہے۔ بے شک وہ آسمانی خدا کے ارادہ سے اور اس کے اذن اور اس کی مشیت سے ایک مجہول الکنہ علاقہ کے ساتھ نطفہ سے تعلق رکھتا ہے اور نطفہ کا وہ ایک روشن اور نورانی جوہر ہے۔ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نطفہ کی ایسی جز ہے جیسا کہ جسم جسم کی جز ہوتا ہے مگر یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ باہر سے آتا ہے یا زمین پر گر کر نطفہ کے مادہ سے آمیزش پاتا ہے بلکہ وہ ایسا نطفہ میں مخفی ہوتا ہے جیسا کہ آگ پتھر کے اندر ہوتی ہے۔ خدا کی کتاب کا یہ منشا نہیں ہے کہ روح الگ طور پر آسمان سے نازل ہوتی ہے یا فضا سے زمین پر گرتی ہے اور پھر کسی اتفاق سے نطفہ کے ساتھ مل کر رحم کے اندر چلی جاتی ہے۔ بلکہ یہ خیال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہر سکتا۔ اگر ہم ایسا خیال کریں تو قانون قدرت ہمیں باطل پر ٹھہراتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322-323)

روح اور جسم کا تعلق بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

روح اور جسم کا ایک ایسا تعلق ہے کہ اس راز کو کھولنا انسان کا کام نہیں۔ اس سے زیادہ اس تعلق کے ثبوت پر یہ دلیل ہے کہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی ماں جسم ہی ہے۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ میں روح کبھی اوپر سے نہیں گرتی بلکہ وہ ایک نور ہے جو نطفہ میں ہی پوشیدہ طور پر مخفی ہوتا ہے اور جسم کی نشوونما کے ساتھ چمکتا جاتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 321)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

خدا نے آدم میں اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اپنی روح پھونک کر اس کی فطرت کو اپنے ساتھ ایک تعلق قائم کر دیا۔ سو یہ اس لئے کیا گیا کہ تا انسان کو فطرتاً خدا سے ایک تعلق پیدا ہو جاوے۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 1 نمبر 5/ مئی 1902ء صفحہ 178)

انسان میں روحانی اور جسمانی طور پر روح کے ڈالے جانے کی بابت حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ﴿۱۵﴾ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ہم ایک پیدائش کو طیار کر چکے تو بعد اس کے ہم نے ایک اور پیدائش سے انسان کو پیدا کیا۔ اَور کے لفظ سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ وہ ایسی فوق الفہم پیدائش ہے جس کا سمجھنا انسان کی عقل سے بالا تر ہے اور اُس کے فہم سے بہت دور یعنی روح جو قالب کی طیاری کے بعد جسم میں ڈالی جاتی ہے وہ ہم نے انسان میں روحانی اور جسمانی دونوں طور پر ڈال دی جو مجہول الکنہ ہے اور جس کی نسبت تمام فلسفی اور اس مادی دنیا کے تمام مقلد حیران ہیں کہ وہ کیا چیز ہے۔۔۔ پس اللہ تعالیٰ اس جگہ فرماتا ہے کہ ’’روح‘‘ بھی خدا کی پیدائش ہے مگر دنیا کے فہم سے بالا تر ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 216-217)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ روح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اصل میں روح وہ چیز ہے جس کے ذریعہ کسی کو حیات ممتاز ملے۔ پس وہ روح جو حیوان کو باقی چیزوں سے ممتاز کر رہی ہے اور وہ روح جس کے ساتھ انسان باقی حیوانوں سے ممتاز ہوتا ہے ان دونوں پر لفظ روح کا اطلاق ہوتا ہے۔ یا وہ روح جو انسان کو باخدا بنا دیتی ہے۔ پس کلام الٰہی بھی ایک روح ہے جو انسان کو نئی زندگی بخشتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 72)

پس ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی اور روحانی پیدائش کے وقت انسانی قالب کی تیاری پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی روح بالکل الگ چیز ہے اور مختلف بیکٹیریا میں پائی جانے والی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت بالکل اور چیز ہے۔

سوال: عید الاضحیہ کی قربانی کتنے دنوں تک ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے بارہ میں دارالافتاء سے جاری ہونے والے ایک فتویٰ کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 21/ مارچ 2022ء میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: عید الاضحیہ کی قربانی کتنے دنوں تک ہو سکتی ہے، اس بارہ میں تو آپ کا فتویٰ ٹھیک ہے اور میرا بھی یہی موقف ہے کہ عام حالات میں قربانی تین دن تک ہی ہو سکتی ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو اس کے بعد بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

باقی مجھے تو آپ کے اُس استدلال پر اعتراض تھا جو آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے کیا تھا۔ میرے نزدیک تو اس ارشاد میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی بیان فرما رہے ہیں کہ قربانی تین دنوں تک ہی ہو سکتی ہے اور حضور کا یہ ارشاد عمومی حالات کیلئے ہے۔

(نوٹ از مرتب) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مذکورہ بالا مکتوب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے جس ارشاد کا ذکر فرمایا ہے، وہ درج ذیل ہے:

آنحضرت ﷺ کا طریق یہ تھا کہ عید کا خطبہ زیادہ لمبا نہیں کیا کرتے تھے اور اس کے بعد جلد قربانی کیلئے گھر روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپ اس وقت تک روزہ رکھتے تھے جب تک خود اپنی قربانی کے گوشت سے وہ روزہ نہ کھولیں اور اس سنت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ عید کے دن ضرور روزہ رکھتے ہیں اور جب تک فارغ نہ ہوں وہ کچھ نہیں کھاتے لیکن مراد ہرگز یہ نہیں ہے کہ کچھ پہلے کھانا حرام ہو جاتا ہے مگر سنت کا مضمون یہ ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو، جس دن قربانی کرنی ہو، اس دن وہ قربانی کے گوشت کے حاصل ہونے سے پہلے روزہ رکھے۔ قربانی تو تین دن چلتی ہے۔ تو اگر یہ غلط مضمون سمجھا گیا تو اس کا مطلب یہ بنے گا کہ بعض لوگ جنہوں نے چوتھے دن قربانی کرنی ہے وہ چار دن بھوکے رہیں۔

(خطبات طاہر (عیدین) صفحہ 655 خطبہ عید الاضحیہ مورخہ 28/ مارچ 1999ء)

دعا کا تحفہ
نافع علم کی دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ رسول کریم ؐ کی یہ دُعا بیان کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ حَالِ اَھْلِ النَّارِ

(ترمذی کتاب الدعوات باب)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا اُس کے ذریعے مجھے نفع پہنچا اور مجھے ایسا علم سکھا جو مجھے نفع پہنچائے اور مجھے علم میں بڑھا۔ تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور آگ والوں کے حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق لاہور ایڈیشن 2014ء صفحہ 138-139)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

احمدیت کا فضائی دور

ایم ٹی اے۔ تقدیر الٰہی کا زندہ و تابندہ نشان

قسط 3

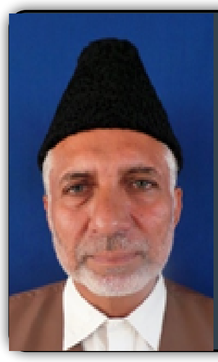

حضرت یوحنا کا مکاشفہ

حضرت یوحنا کے مکاشفہ میں فرشتوں کے ذریعہ اور آسمانی صدا کے ذریعہ اس ابدی انجیل یعنی قرآن کریم کی عالمگیر تبلیغ کا ذکر ہے۔حضرت یوحنا اپنے کشف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اور میں نے ایک فرشتے کو ابدی انجیل لئے ہوئے دیکھا جو آسمان کے بیچوں بیچ اُڑ رہا تھا تا کہ زمین کے باشندوں اور ہر قوم اور قبیلے اور زبان اور اُمت کو خوشخبری سنائے اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو کیونکہ اس کی عدالت کی گھڑی آ پہنچی ہے اور اسی کو سجدہ کرو جس نے آسمان و زمین کو اور سمندر اور پانی کے چشموں کو پیدا کیا ہے۔‘‘

(مکاشفہ یوحنا باب 14 آیت 6-7)

آسمان کے بیچ اڑنا اور ہر قوم، ہر قبیلے اور زبان تک اس پیغام کو پہنچانا انہی موجودہ ذرائع مواصلات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

حواریوں کا کشفی نظارہ

حضرت مسیحؑ کے حواریوں کو اس آنے والے زمانے کا کشفی نظارہ بھی کرایا گیا جب غیر معمولی طور پر روح القدس کی برکت سے متعدد زبانوں کے بولنے والوں نے خدمت دین کے لئے اکٹھا ہو جانا تھا اور دنیا میں ایک عجیب منظر پیش ہونا تھا۔یہ واقعہ دراصل ایم ٹی اے کے ذریعہ عالمی بیعت کی جھلک تھی جسے غلطی سے ظاہری واقعہ سمجھ لیا گیا۔اس کی تفصیل ملاحظہ ہو۔حواریوں کے متعلق لکھا ہے:

’’جب عید خمسین کا دن آیا تو وہ سب مل کر ایک ہی جگہ میں جمع تھے اور یکبارگی آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے تند ہوا کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج اٹھا اور آگ کے شعلے کی سی زبانیں انہیں دکھائی دیں اور جدا جدا ہو کر ہر ایک پر ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور دوسری زبانیں بولنے لگے جس طرح روح نے انہیں بولنا عطا کیا اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے خدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے جب آواز سنائی دی تو ہجوم لگ گیا اور لوگ متعجب ہوئے کیونکہ ہر ایک کو یہ سنائی دیتا تھا کہ یہ میری ہی بولی بول رہا ہے اور تعجب کر کے آپس میں کہنے لگے دیکھو یہ جو بولتے ہیں کیا سب جلیلی نہیں۔پس کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سنتا ہے۔‘‘

(رسولوں کے اعمال باب 2 آیات 1-8)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں پہلی عالمی بیعت کے موقع پر اس کے کشفی ہونے کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

’’مسیح کے حواریوں پر روح القدس نازل ہوئی اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے جو اس سے پہلے ان کو نہ آتی تھیں اور وہ بولیاں لوگ سننے اور سمجھنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔جہاں تک میں نے تاریخ پر نظر ڈالی ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے۔غالب گمان ہے کہ کوئی کشفی واقعہ ہے اور مسیح اوّل کے نہیں بلکہ مسیح ثانی کے دور میں یہ واقعہ رونما ہونا تھا۔تاریخی شہادت پیش کرنا تو عیسائیوں کا کام ہے لیکن یہ واقعاتی شہادت جو ہم پیش کر رہے ہیں یہ تمام دنیا کے سامنے کھل کر ظاہر ہو رہی ہے۔کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا کہ اگر یہ پیشگوئی تھی یا کشف تھا تو آج یہ بڑی شان کے ساتھ دنیا کے سامنے حقیقت بن کر رونما ہو رہا ہے اور آج یہ عالمی بیعت مختلف زبانوں میں ہو رہی ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29/ جولائی 1994ء)

اس واقعہ کے کشفی ہونے اور آئندہ زمانے کے متعلق پیشگوئی ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس واقعہ کے بعد پطرس نے خطاب کیا اور کہا کہ یہ وہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ:

’’آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح ہر بشر پر انڈیلوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے نوجوان رواتیں دیکھیں گے اور تمہارے بوڑھوں کو خواب آئیں گے بلکہ ان دنوں میں اپنے بندوں اور بندیوں پر اپنی روح سے انڈیلوں گا اور وہ نبوت کریں گے۔میں اوپر آسمان میں عجائبات اور نیچے زمین پر کرشمے دکھاؤں گا۔‘‘

(رسولوں کے اعمال باب 2 آیات 16-19)

اس بیان میں پطرس نے بھی اس واقعہ کو آخری زمانہ کی طرف منسوب کیا ہے جب امام مہدی اور مسیح موعود کی برکت سے کثرت سے روحانی وجود پیدا ہونے مقدر تھے اور نبوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں غیب کی خبریں دی جائیں گی اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں سائنسی ترقیات کے ذریعہ آسمان پر عجائبات اور زمین پر کرشمے دکھائے جارہے ہیں۔

مختلف لہجے زبانیں مختلف

سب کو کرتا ہم زباں ہے ایم ٹی اے
برکتِ روح القدس سے ہے بھرا
بولتا سب بولیاں ہے ایم ٹی اے

حصہ دوم

رسول اللہؐ اور بزرگان امت کی پیشگوئیاں

عن حذیفة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا کان عند خروج القائم ینادی مناد من السماء۔ایھا الناس قطع عنکم مدة الجبارین وولی الامرخیر امة محمد فالحقوابمکة فیخرج النجباء من مصر والابدال من الشام وعصائب العراق رھبان باللیل لیوث بالنھار

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 304 از شیخ محمد باقر مجلسی دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

’’امام مہدی کے ظہور کے وقت ایک منادی آسمان سے آواز بلند کرے گا کہ اے لوگو! جابروں کا دور تم سے ختم کر دیا گیا ہے اور امت محمدیہ کا بہترین فرد اب تمہارا نگران ہے۔اس لئے مکہ پہنچو۔پس مصر کی سعید روحیں اور شام کے ابدال اور عراق کے بزرگ اس کی طرف نکل پڑیں گے۔یہ لوگ راتوں کے راہب اور دنوں کے شیر ہوں گے۔‘‘

یہ حدیث کئی ایمان افروز امور کا مجموعہ ہے

1. اس کا جملہ ینادی مناد من السماء آیت یوم ینادی المناد کے مضمون کا حامل ہے اور انہی الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اسے سچا ثابت کر دکھایا ہے۔
2. مدة الجبارین سے وہ زمانہ مراد ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث خلافت میں ملکا عاضا اور ملکا جبریة کے طور پر بیان فرمایا ہے۔یعنی جبری اور ظالمانہ حکومتیں۔یعنی ان کے بعد دین کی نشاۃ ثانیہ کا دور شروع ہوگا۔
3. اس حدیث میں ابدال شام کا ذکر ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً اس کی خبر دی گئی ہے یدعون لك ابدال الشام عباد اللہ من العرب

(تذکرہ صفحہ 126 الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ 1969ء)

تیرے لئے شام کے ابدال اور عرب کے بندگان خدا دعائیں کرتے ہیں اور یہ واقعاتی لحاظ سے پورا ہو رہا ہے جیسا کہ آگے تفصیلی ذکر آئے گا۔

4. امام مہدی کی فتوحات دعاؤں کے ذریعہ ہونی ہیں اس لئے اس کے ساتھیوں کو رھبان باللیل کہنا پوری طرح ان کا نقشہ بیان کرتا ہے اور دجال کے سامنے شیروں کی طرح ڈٹ جانے کو لیوث بالنھار کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔اس طرح یہ روایت قرآن و احادیث صحیحہ کی کسوٹی پر اور عمل کے میدان میں اپنی سچائی ثابت کرتی ہے۔

جنگ اس کی مستقل ابلیس سے
حق کی تھامے برچھیاں ہے ایم ٹی اے
رات کا راہب ہے دن کا شیر ہے
اک توانا نوجواں ہے ایم ٹی اے

حضرت علیؓ کی پیشگوئیاں

عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا قام قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمع اللہ لہ اھل المشرق والمغرب

(ینابیع المودۃ جلد 3 صفحہ 90 از شیخ سلیمان بن ابراہیم طبع دوم مکتبہ عرفان بیروت)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب قائم آل محمدؐ یعنی امام مہدی آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کر دے گا۔دوسری روایت میں ہے۔

عن علی قال نادی مناد من السماء ان الحق فی آل محمد

(الحاوی للفتاوی جلد نمبر 2 صفحہ 140، جلال الدین سیوطی تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید) آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ حق آل محمد

کے پاس ہے۔

یہ بھی خاص الٰہی تقدیر معلوم ہوتی ہے کہ اجتماع اقوام کی یہ موجودہ عالمی شکل دور آخرین میں جماعت احمدیہ کے چوتھے امام کے زمانہ میں ظاہر ہونا شروع ہوئی جس کی پیشگوئی اولین دور کے چوتھے خلیفہ نے کی تھی۔

حضرت امام باقر (وفات 114ھ) کی پیشگوئیاں

حضرت امام باقر سے متعدد روایات مروی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

ان قائمنا اذا قام مد اللہ لشیعتنا فی اسماعھم وابصارھم حتی یکون بینھم و بین القائم برید یکلمھم فیسمعون وینظرون الیہ وھو فی مکانہ

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 336 از شیخ محمد باقر مجلسی دار احیاء التراث العربی بیروت)

ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھادے گا یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور ان کے درمیان فاصلہ ایک برید یعنی ایک اسٹیشن کے برابر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ امام ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے جب کہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا۔

ہے نقیبِ نشاۃِ ثانی دیں
حق تعالیٰ کی زباں ہے ایم ٹی اے
بڑھ گئی شنوائی بھی بینائی بھی
جب سے اپنے درمیاں ہے ایم ٹی اے

پھر فرمایا: ینادی مناد من السماء باسم القائم فیسمع من بالمشرق ومن بالمغرب لا یبقی راقد الا استیقظ ولا قائم الا قعد ولا قاعد الا قام علی رجلیہ فزعاً من ذالک الصوت فرحم اللہ من اعتبر بذالک الصوت فاجاب

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 230)

یعنی آسمان سے ایک منادی امام مہدی کے نام پر منادی کرے گا جسے مشرق ومغرب کے سب لوگ سنیں گے۔ ہر سونے والا اسے سن کر جاگ اٹھے گا اور کھڑے ہونے والا بیٹھ جائے گا اور بیٹھنے والا اس آواز کے جلال سے کھڑا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس پر جو اس آواز کو درخور اعتنا سمجھے اور لبیک کہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ (وفات 148ھ) کی پیشگوئیاں

حضرت امام جعفر صادقؒ نے اپنی پیشگوئیوں میں کئی تفاصیل بیان فرمائی ہیں: عن زرارہ عن ابی عبد اللہ قال ینادی مناد باسم القائم قلت خاص اوعام۔ قال: عام یسمع کل قوم بلسانھم قلت: فمن یخالف القائم علیہ السلام وقد نودی باسمہ۔ قال: لا یدعھم ابلیس حتی ینادی فی آخراللیل فیشکک الناس

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 205)

زرارہ کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفرؒ نے فرمایا ایک منادی امام قائم کے نام سے منادی کرے گا۔ میں نے پوچھا: یہ منادی خاص ہوگی یا عام۔ فرمایا: عام ہوگی اور ہر قوم اپنی اپنی زبان میں اسے سنے گی۔ میں نے کہا: جب امام مہدی کے نام کی ندا کر دی جائے گی تو اس کی مخالفت کون کرے گا۔ انہوں نے فرمایا: ابلیس ان کا پیچھا کرے گا اور رات کے آخری پہر اپنی منادی کرے گا اور لوگوں کو شک میں ڈالے گا۔ پھر فرمایا:

ینادی منادمن السماء اول النھار یسمعہ کل قوم بالسنتھم

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 289)

دن کے اول حصہ میں ایک منادی پکارے گا جسے ہر قوم اپنی اپنی زبان میں سنے گی۔ مزید فرماتے ہیں۔

ان المومن فی زمان القائم وھو بالمشرق لیری اخاہ الذی فی المغرب وکذاالذی فی المغرب یری اخاہ الذی فی المشرق

(بحار الانوار جلد 53 صفحہ 391)

مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہوگا اور اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہوگا۔

اسی پیشگوئی کو فارسی الفاظ میں نجم الثاقب صفحہ 86 پر درج کیا گیا ہے۔ (از: مرزا حسین نوری طبری۔ مشہد)

شش جہت میں گونجتی ہے یہ نوا
دیکھتا اب اک جہاں ہے ایم ٹی اے
مشرق و مغرب کو یکجا کر دیا
ربط کا سیل رواں ہے ایم ٹی اے
ہر گھڑی دیں کی اشاعت کام ہے
مثلِ سلطان البیاں ہے ایم ٹی اے

حضرت امام علی رضا (وفات 203ھ) کی پیشگوئیاں

حضرت امام علی رضا (وفات 203ھ) کے متعلق روایت ہے:

قیل لہ یا ابن رسول اللہ ومن القائم منکم اھل البیت قال الرابع من ولدی ابن سیدۃ الاماء یطھر اللہ بہ الارض من کل جوروِ یقدسھا من کل ظلم...وھوالذی تطوی لہ الارض وھوالذی ینادی مناد من السماء یسمعہ اللہ جمیع اھل الارض

(فرائد السمطین: جلد 2 صفحہ 337 ابراہیم بن محمد الجوینی الخراسانی تحقیق شیخ محمد باقر المحمودی نیز بحار الانوار جلد 52 صفحہ 321)

امام رضا علی بن موسیٰ سے پوچھا گیا کہ تم میں سے امام قائم کون ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ میرا چوتھا بیٹا۔ لونڈیوں کی سردار کا بیٹا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زمین کو ہر جور سے مطہر کر دے گا اور ہر ظلم سے پاک کر دے گا۔ یہ وہی ہے جس کے لئے زمین سمیٹ دی جائے گی اور یہی وہ ہے جو آسمان سے بطور ایک منادی صدا دے گا جس کو اللہ تعالیٰ تمام اہل ارض کو سنا دے گا۔

اس پیشگوئی میں بڑی لطافت کے ساتھ اس وجود کی خبر دی گئی ہے جس نے منادی بنا ہے۔ چوتھے بیٹے سے مراد امام مہدی کا چوتھا جانشین ہے۔ وہ لونڈیوں کی سردار کا بیٹا ہوگا یعنی اس کی والدہ کی خواتین کے لئے غیرمعمولی خدمات ہوں گی۔ آج کی اصطلاح میں صدر لجنہ اماء اللہ۔ یطھر اللہ بہ۔ اس کے نام کی طرف بھی لطیف اشارہ ہے۔ طاہر جو روحانی انفاس سے دنیا کی پاکیزگی کے لئے کوشاں ہے اور جس کی آواز کل عالم سن رہا ہے۔

بجھ گئی ترسی ہوئی روحوں کی پیاس
چشمۂ آبِ رواں ہے ایم ٹی اے
اک مقدس نام کا مظہر ہے یہ
اپنے بانی کا نشاں ہے ایم ٹی اے

پھر فرماتے ہیں۔ نودوا نداءً یسمع من بعد کما یسمع من قرب۔

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 322)

لوگوں کو آواز دی جائے گی جو قریب اور دور سے یکساں سنی جائے گی۔

انوار نعمانیہ کے مصنف لکھتے ہیں: ینور اللہ سبحانہ اسماعھم وابصارھم حتی انھم اذا کانوا فی بلاد والمھدی فی بلاد اخری یکون لھم من السمع والبصرمایرونہ ویشاھدونہ وانوارہ ویسمعون کلامہ ومخاطبتہ ویتکلمون معہ۔ (انوار نعمانیہ صفحہ 160 بحوالہ تحذیر المسلمین صفحہ 70 اللہ یار خان چکوال مرتبہ عبد الرزاق ایم اے) اللہ تعالیٰ شیعوں کی قوت سامعہ اور باصرہ اتنی تیز کر دے گا کہ اگر شیعہ ایک ملک میں ہوں اور امام مہدی دوسرے ملک میں تو وہ امام مہدی کو دیکھ سکیں گے، سن سکیں گے اور اس کے انوار مشاہدہ کر سکیں گے اور اس سے آزادی سے بات چیت کر سکیں گے۔

یہ پیشگوئیاں امت محمدیہ میں نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہیں۔ کتابوں میں درج ہوتی رہیں اور امام مہدی کے زمانہ کی علامات میں ان کا شمار کیا جاتا رہا۔ چنانچہ حضرت رفیع الدین نے تحریر فرمایا:

وقت بیعت آوازی از آسمان شود بایں عبارت ہذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوالہ واطیعوا۔ ایں آواز خاص و عام آں مکان ہمہ بشنوند۔

(قیامت نامہ صفحہ 4 شاہ رفیع الدین مطبع مجتبائی دہلی)

یعنی بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی۔ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی آواز سنو اور اس کی اطاعت کرو اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے۔

نواب نور الحسن خان صاحب

امام مہدی کی علامات، کسوف خسوف، ستارہ ذوالسنین اور مدار ستارے کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ایک عام ندا ہوگی جو ساری زمین والوں کو پہنچے گی، ہر زبان والا اپنی اپنی زبان میں اس کو سنے گا... آسمان سے ایک منادی بنام مہدی ندا کرے گا۔ مشرق و مغرب والے اس کو سنیں گے کوئی سوتا نہ رہے گا مگر جاگ اُٹھے گا۔ کوئی کھڑا نہ ہوگا مگر بیٹھ جائے گا۔ کوئی بیٹھا نہ ہوگا مگر دونوں پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا۔ یہ ندا اس کے سوا ہے جو بعد ظہور مہدی کے ہوگی۔''

(اقتراب الساعہ صفحہ 67 از نور الحسن خان۔ مطبع مفید عام 1301ھ)

پیشگوئیوں پر یکجائی نظر

ان تمام پیشگوئیوں پر یکجائی نظر ڈالنے سے مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں:

1. امام مہدی کی بعثت کے بعد آسمان سے منادی کی جائے گی۔
2. یہ منادی خود امام مہدی نہیں بلکہ اس کی طرف سے نمائندہ اور جانشین کرے گا۔

بقیہ صفحہ 16 پر

حافظ سید رسول نیاز۔مربی سلسلہ نشرو اشاعت قادیان

مسجد نور میں خلافت ثانیہ کے انتخاب کی روئیداد

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ

(الصّف: 10)

ترجمہ: وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور سچا دین دیکر بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔خواہ مشرک کتنا ہی ناپسند کریں۔

قیام توحید، اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ اسلام کی جو بنیاد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے رکھی گئی تھی، خدا کی آخری جماعت یعنی احمدیت کے ذریعہ اُس کی تکمیلِ اشاعت ہونا تھا۔ جہاں ابتدائے عالم سے اس سلسلہ کے بارے میں کتب سماوی میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں وہیں احمدیت کے مشن کو کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کیلئے بانی جماعتِ احمدیہ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے ہاں ایک اولوالعزم فرزند کی بشارت بھی ملتی ہے۔ 12/ جنوری 1889ء کو سلسلہ میں داخل ہونے کے دس شرائط بیعت کا شائع ہونا اور اسی روز اِس پسر موعود حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کی ولادت ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ اس خوبصورت پاک مہمان کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کا نہایت سرعت کے ساتھ دنیا میں پھیلنا ازل سے ہی مقدر تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پُر ملال کے بعد 27/ مئی 1908ء کو جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا آغاز ہوا اور حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالاتفاق پہلے خلیفہ منتخب ہوئے۔

یہاں ایک خواب کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو 1903ء میں بذریعہ خواب یہ نظارہ دکھایا گیا تھا کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ گھوڑے سے گر پڑے ہیں۔(البدر 27/ مارچ 1903ء صفحہ 75) یہ خواب مخالفانہ حالات میں پوری ہوئی اور احمدیت کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان ظاہر ہوا۔

یہ واقعہ یوں پیش آیا کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے وطن سے چند مہینوں کے بعد واپس آئے تھے اور حضرت خلیفہ اوّلؓ اُن کے گھر تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ یہ جمعہ کا دن اور 18/ نومبر 1910ء کی تاریخ تھی۔ ابھی آپ جانے کا ارادہ کر رہی رہے تھے کہ خود حضرت نواب محمد علی خان صاحب ملنے کیلئے آ گئے۔ اس صورت میں بظاہر کوئی ضرورت نہ تھی کہ آپ ایک میل دُور اُن کی کوٹھی پر تشریف لے جاتے چنانچہ بعض دوستوں نے بھی عرض کیا مگر خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون روک سکتا ہے۔ آپؓ ایک سرخ رنگ کی گھوڑی پر سوار ہو کر حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے ملاقات کیلئے اُن کی کوٹھی واقع دارالسلام (موجودہ محلہ مسرور) تشریف لے گئے۔ بعد ملاقات واپس اپنے گھر آتے ہوئے اس خیال سے کہ گھوڑی کی وجہ سے بچوں اور عورتوں کو تکلیف نہ ہو حضورؓ نے عام راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار فرمایا۔لیکن گھوڑی بدک کر تیز بھاگنے لگی۔حضورؓ کا پاؤں رکاب میں ہی لٹک گیا۔ اُس وقت شیخ رحمت اللہ صاحب کوئلہ فروش اتفاق سے پہنچ گئے اور انہوں نے بھاگ کر لگام پکڑ لی۔ گھوڑی انہیں دھکیل کر آٹھ دس قدم تک لے گئی۔ اسی اثناء میں آپؓ کا پاؤں رکاب سے نکل گیا۔ آپؓ ایک پتھر پر گر پڑے اور آپ کے ماتھے پر سخت چوٹ آئی۔ یہ بھی قدرت الٰہی ہے کہ آپ خاص اس جگہ پر گرے جہاں پتھر تھے۔ حالانکہ اس حصہ میں پتھر صرف اسی جگہ پر تھے اور اگر نصف گز بھی اِدھر اُدھر گرتے تو چوٹ ہرگز نہ آتی۔ اس حادثہ کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب نے اپنی اہلیہ کو آواز دی اور وہ چارپائی اور کپڑا لے آئیں اور آپ چارپائی پر لیٹ گئے۔حضور کے سر سے خون بہہ رہا تھا جو سر پر پانی ڈالنے کے باوجود بند نہ ہوا شیخ صاحب نے اپنی پگڑی سے خون صاف کیا۔تھوڑی دیر بعد ہوش آئی تو فرمایا۔ خدا کے مامور کی بات پوری ہوگئی۔ بعدازاں خادمین آپؓ کی چارپائی اٹھا کر آپ کے مکان میں لے آئے۔حضورؓ نے اپنی علالت میں مرزا محمود صاحب کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔

5/ جون 1913ء کو حضرت خلیفہ اوّل کی طبیعت بہت علیل تھی آپؓ نے سمجھا کہ اب مَیں نہیں رہوں گا۔آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کی کہ

’’الٰہی! اسلام پر بڑا تبر چل رہا ہے۔ مسلمان اوّل تو سست ہیں۔ پھر دین سے بے خبر ہیں اسلام و قرآن اور نبی کریم ﷺ سے بے خبر ہیں۔تُو اُن میں ایسا آدمی پیدا کر جس میں قوت جاذبہ ہو، وہ کاہل و سست نہ ہو۔ ہمت بلند رکھتا ہو باوجود اِن باتوں کے وہ کمال استقلال رکھتا ہو۔ دعاؤں کا مانگنے والا ہو۔ تیری رضاؤں یا اکثر کو پورا کیا ہو۔قرآن و حدیث سے باخبر ہو پھر اس کو ایک جماعت بخش اور وہ جماعت ایسی ہو جو نفاق سے پاک ہو۔‘‘

(الحکم 7/ اپریل 1914ء صفحہ نمبر 2 کالم 3 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 444)

زخم کی بیماری سے صحت یاب ہونے کے باوجود حضرت خلیفہ اوّلؓ کی صحت بحال نہیں ہو سکی اور کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جلسہ سالانہ 1913ء میں خطاب کرتے ہوئے ابھی چند کلمات فرمائے تھے کہ آپؓ کی طبیعت خراب ہو گئی اور خطاب مکمل کئے بغیر واپس تشریف لانا پڑا۔ وسط جنوری 1914ء میں آپ بہت رات گئے پیشاب کیلئے کھڑے ہوئے تو سینے کے بل دھڑام سے گر پڑے اور کچھ دیر کے بعد زمین سے اٹھنے کے قابل ہوئے۔ دراصل یہ آپ کی مرض الموت کا آغاز تھا۔ قمرالانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’ابتداء میں صرف پسلی کے درد کی تکلیف اور گاہے گاہے ہلکی حرارت اور رتے وغیرہ کی شکایت تھی۔ آہستہ آہستہ اس بیماری نے اس قدر زور پکڑ لیا کہ آپ بستر سے نہ اٹھ سکے۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 322)

17-18/ جنوری سے حضرت خلیفہ اوّل کی طبیعت زیادہ کمزور ہوگئی تو آپ نے شام کا درس گھر میں جاری کر دیا۔لیکن اب بھی آپ کی دینی مصروفیات میں کمی نہیں آئی۔ بلکہ فرمایا کہ اس کمزوری میں جب کہ بعض اوقات لیٹ کر کام کرنا پڑتا ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ اگر کوئی نئی کتاب مل جائے تو اسے ختم کئے بغیر نہ چھوڑوں۔

(پیغام صلح 22/ جنوری 1914ء صفحہ 4۔ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 501)

اس سے آپؓ کے بے حد مطالعہ شوق کا علم ہوتا ہے۔ جو کہ ہم سب کیلئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

21/ فروری کو لاہور کا ذکر آیا۔جس پر آپ کو گمنام ٹریکٹوں کا خیال آیا۔ آپ کی آنکھیں پرنم ہوئیں اور غم و غصہ کے جذبات عیاں تھے۔ آپؓ نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔

’’وہ جو کہتا ہے کہ فلُاں شخص کو مَیں نے خلیفہ مقرر کر دیا ہے۔ غلط ہے مجھے کیا علم ہے کہ کون خلیفہ ہوگا اور کیا ہوگا۔کون خلیفہ بنے گا یا مجھ سے بہتر خلیفہ ہوگا۔ مَیں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ مَیں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا میرا کام یہ نہیں۔ خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔‘‘

(الحکم 28/ فروری 1914ء صفحہ 7 کالم نمبر 2 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 504)

آپؓ کو الہاماً بتایا گیا کہ پانی ہوا آگ اور پانی کے ملاپ میں علاج ہے۔ اس غرض کیلئے آپؓ نے شہر سے باہر کھلی فضا میں منتقل ہونے کا فیصلہ فرمایا۔ یہی ڈاکٹروں کا مشورہ تھا۔ آپؓ 27/ فروری کو بعد نماز جمعہ ڈولی پر بیٹھ کر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی دارالسلام میں تشریف لے گئے۔

یہاں یہ ذکر ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا کہ جب اس بات کا علم مولوی محمد علی صاحب کو ہوا تو انہوں نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو ہائی سکول کے بورڈنگ کی اوپر کی جنوبی منزل میں رکھنے کی سازش کی۔ تا کہ عوام الناس وہاں نہ جا سکیں۔ وہ جگہ کسی بھی لحاظ سے مناسب نہ تھی۔ اس خطرناک منصوبہ کی اطلاع کسی طرح حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کو مل گئی۔ آپ گھبرائے اور حضرت نواب عبداللہ خان صاحب سے اس کا ذکر کیا۔جس پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے حضورؓ کی خدمت میں اپنی کوٹھی میں تشریف لانے کی درخواست کی۔حضورؓ نے اس پیشکش کو بھی بڑی خوشی سے قبول فرما لیا اور آپؓ کی طبیعت میں خوشی کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ چنانچہ جب آپؓ کو کوٹھی دارالسلام کی طرف لے جانے کا وقت آیا تو دوسرے دوستوں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی پہنچے۔ گھر سے ڈولی اٹھانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب کے رفقاء کا پختہ ارادہ تھا کہ کسی ترکیب سے حضرت خلیفہ اولؓ کو بورڈنگ میں رکھ لیا جائے۔ چنانچہ جب ڈولی بورڈنگ تک پہنچی۔ تو چارپائی وہاں روک لی گئی۔حضرت خلیفہ اولؓ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو حسرت سے فرمایا کہ ’’ہیں! یہ اس جگہ مجھے لا رہے ہیں‘‘۔حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے اونچی آواز سے کہا کہ حضور! یہ صرف چلنے والوں کو آرام دینے کیلئے روکا ہے۔ ورنہ آپ نواب صاحب کی کوٹھی پر ہی جا رہے ہیں۔ اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو تسلی ہوئی اور خفیہ منصوبہ رکھنے والے اس کی تردید کی جرأت نہ کر سکے اور ان کو اپنے ناپاک ارادہ میں بری طرح ناکامی ہوئی۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کو کوٹھی کے باہر کے شمالی کمرہ میں رکھا گیا اور باقی سب بیرونی کمرے مہمانوں کے لئے خالی کرا دئے گئے۔ کوٹھی چونکہ کافی وسیع تھی۔حضرت خلیفہ اوّلؓ اور آپ کے خاندان اور آنے والے مہمانوں کے لئے کوٹھی میں ہی کھانا تیار ہوتا تھا۔

حضرت سیدنا محمود بھی شب و روز اسی کوٹھی (موجودہ النور نمائش) میں رہنے لگے اور آپ کا اکثر وقت حضور کی خدمت میں گزرتا تھا۔حضرت

یہ وہ کوٹھی ہے جس میں حضرت خلیفہ اوّلؓ آخری پندرہ ایام گزار کر یہیں وفات پائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس کوٹھی میں اَب ’’النور نمائش‘‘ کا قیام عمل میں آیا ہے۔

خلیفہ اوّلؓ کی دور بین نگاہ نے اپنی بیماری کے ایام میں اپنے قدیم طریق کے مطابق اپنی جگہ نمازوں کی امامت اور جمعہ کے خطبات کیلئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مقرر فرمایا تھا۔

مؤرخہ 13/ مارچ 1914ء کو بروز جمعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی حالت نازک ترین صورت اختیار کر گئی اور اسی کوٹھی میں دوپہر 2بج کر 20 منٹ کے قریب عین حالتِ نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے حضرت مرزا محمود احمد صاحب اپنے گھر تشریف لے گئے تھے، اتنے میں اطلاع ملی کہ خلیفہ اوّل کی طبیعت بہت نازک ہوگئی ہے۔ آپ فوراً گاڑی پر سوار ہوکر کوٹھی دارالسلام جا رہے تھے کہ راستہ میں ہی دوبارہ اطلاع ملی کہ حضرت خلیفۃ المسیح فوت ہوگئے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ”یہ خبر اُس وقت کے حالات کے ماتحت ایک نہایت ہی متوحّش خبر تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات کا تو ہمیں صدمہ تھا ہی مگر اس سے بڑھ کر جماعت میں تفرقہ پڑ جانے کا خوف تھا۔“

(آئینہ صداقت صفحہ 180)

جمعہ سے لے کر عصر کے وقت تک احباب جماعت قادیان بہت پریشان رہے۔ خدا خدا کرکے عصر کا وقت آیا تو خدا کے ذکر سے تسلی پانے کیلئے سب لوگ مسجد نور میں جمع ہوگئے۔ نماز کے بعد سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے ایک مختصر مگر نہایت درد انگیز اور موثر تقریر فرمائی۔ لیکن اختلافی مسائل کے ذکر کے بغیر جماعت کو نصیحت کی کہ یہ ایک نازک وقت ہے اور جماعت کیلئے ایک بھاری ابتلاء کی گھڑی درپیش ہے۔ پس سب لوگ گریہ وزاری کے ساتھ خدا کے حضور دعا کریں۔ جن لوگوں کو توفیق ہو وہ کل کے دن روزہ بھی رکھیں تا کہ آج کی رات نمازوں اور دعاؤں کے ساتھ کل کا دن بھی دعا اور ذکر الٰہی میں گزرے اس تقریر کے دوران لوگ بہت روئے۔

رات کو علم ہوا کہ منکرین خلافت کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے حضرت خلیفہ اوّل کی وفات سے قبل ہی 20،21 صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ”ایک نہایت ضروری اعلان“ کے عنوان سے چھپوا کر تیار رکھا ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ جماعت میں خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔ البتہ غیر احمدیوں سے بیعت لینے کے غرض سے اور حضرت خلیفہ اول کی وصیت کے احترام میں کسی شخص کو بطور امیر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ مگر یہ شخص جماعت یا صدر انجمن کا مطاع نہیں ہوگا۔ یہ رسالہ قبل از وقت قادیان سے دور مقامات میں بھجوایا گیا تھا۔ لہٰذا اس کے جواب میں قادیان میں حاضر الوقت احمدیوں کیلئے خلافت کی ضرورت پر

اس کوٹھی میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ رہائش پذیر تھے۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اسی کوٹھی میں ایک بالائی خانہ بغرض دعا تعمیر کروایا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس کوٹھی میں اب ”اسلام امن عالم نمائش“ کا قیام عمل میں آیا ہے۔

فوری ایک مختصر سا نوٹ تیار کیا گیا۔ جس میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ جماعت میں اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق خلافت کا نظام ضروری ہے۔ جس طرح حضرت خلیفہ اوّل جماعت کے مطاع تھے اسی طرح آئندہ خلیفہ بھی مطاع ہوگا۔ غرض یہ رات بہت سے مخلصین نے انتہائی کرب اور اضطراب سے گزاری۔

جبکہ پیغامیوں نے اس خیال سے کہ جماعت کے لوگ خلافت کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتے یہ تجویز کیا کہ کوئی اور خلیفہ بنالیا جائے اور اس کے لئے سیالکوٹ کے ایک صوفی منش دوست میر عابد علی عابد کا انتخاب کیا گیا۔ پیغامیوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ میر صاحب صوفی منش اور عبادت گزار آدمی ہیں اس لئے الوصیت کے مطابق چالیس آدمیوں کا ان کی بیعت پر متفق ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ چنانچہ مولوی صدر الدین صاحب اور بعض دوسرے لوگ رات کے وقت ان کے پاس گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی جس پر وہ آمادہ ہوگئے۔ اس کے بعد وہ پیغامی ہری کین لیکر ساری رات قادیان میں دو ہزار احمدیوں کے ڈیروں پر پھرتے رہے، لیکن چالیس آدمی تو ایک طرف وہ کسی ایک آدمی کو بھی میر صاحب کی بیعت پر آمادہ نہ کر سکے اور جب انہیں میر صاحب کی بیعت کے لئے چالیس آدمی بھی نہ ملے تو وہ مایوس ہوگئے۔

(خلافت کی اہمیت و برکات از محمد الیاس منیر، جرمنی)

الغرض دوسرے دن فریقین میں ایک آخری سمجھوتہ کی کوشش کے خیال سے نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی پر ہر دو فریق کے چند زعماء کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اور دوسری طرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود صاحب اور مویدین خلافت شامل ہوئے۔ اس میں سمجھایا گیا کہ مومنوں کی کثرت رائے سے جو بھی خلیفہ منتخب ہوگا خواہ وہ کسی پارٹی کا ہو ہم سب دل وجان سے اس کی خلافت کو قبول کریں گے مگر منکرین خلافت کسی بھی طرح نظام خلافت کے قبول کرنے کیلئے آمادہ نہ ہوئے۔

قبل اس کے کہ انتخاب خلافتِ ثانیہ کی اصل روئیداد پیش کروں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں..... سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں..... دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اس کی تکمیل کیلئے خدا تعالیٰ دوسرا بشیر بھیجے گا.... اور خدا تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر کیا ہے کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔“

(سبز اشتہار صفحہ 17 حاشیہ)

آج اس الٰہی پیشگوئی کے ظہور کا روح پرور وقت آپہنچا تھا۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مؤرخہ 5/ مارچ 1910ء کو مسجد نور کی بنیاد رکھی اور ایک کمرہ تیار ہونے کے بعد 23 / اپریل 1910ء کو عصر کی نماز پڑھا کر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ بعد میں مسجد کے سامنے ایک وسیع صحن تیار کیا گیا تھا۔ 1913ء تا 1923ء اسی صحن میں جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوتا رہا۔ تقسیم ملک کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان آمد کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور 1990ء میں یہ مسجد دوبارہ کھولی گئی۔ خاکسار اُس وقت مدرسہ احمدیہ میں دوسرے سال کا طالب علم تھا۔ مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ کرام کی نگرانی میں طلباء آ کر وقار عمل کئے۔ اس مسجد کی صفائی کے بعد دوبارہ اس مسجد میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا آغاز ہوا۔

مسجد نور قادیان کی نئی تصویر

اسی مسجد نور میں 14/ مارچ 1914ء کو بروز ہفتہ عصر کی نماز کے بعد سب حاضر الوقت احمدی خلافتِ ثانیہ کے انتخاب کیلئے جمع ہوئے تو منکرین خلافت بھی اس مجمع میں روڑا اٹکانے کی غرض سے موجود تھے۔ اس دو اڑھائی ہزار کے مجمع میں سب سے پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے خلیفہ اوّلؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی نصیحت تھی۔ اس پر ہر طرف سے ”حضرت میاں صاحب“، ”حضرت میاں صاحب“ کی آوازیں بلند ہوئیں اور انہی آوازوں کی تائید میں مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے کھڑے ہو کر تقریر کی جس میں خلافت کی ضرورت واہمیت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بعد میری رائے میں ہم سب کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہئے کہ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں۔ اس پر سب طرف سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں آوازیں اٹھنے لگیں اور سارے مجمع نے بالاتفاق اور باصرار کہا کہ ہم ان ہی کی خلافت کو قبول کرتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے مولوی محمد احسن صاحب کے تقریر کے دوران میں کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کی ناکام کوشش کی۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ کی روایت ہے کہ مولانا سید محمد احسن صاحب کی تقریر کے فوراً بعد ہی ایک طرف جناب مولوی محمد علی صاحب اور دوسری طرف سید میر حامد شاہ صاحب کھڑے ہوئے۔ دونوں کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر سید صاحب کہتے پہلے مَیں کہوں گا اور مولوی محمد علی صاحب کہتے تھے پہلے مَیں بات کروں گا۔ اس طرح ایک مجادلہ کی صورت بن گئی۔ ایسے میں حضرت عرفانی کبیر صاحب نے جرأت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان جھگڑوں میں یہ قیمتی وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ ہمارے آقا حضور! ہماری بیعت قبول فرمائیں۔ لوگ بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے۔

بہرحال لوگوں نے مولوی محمد علی صاحب کو یہ کہہ کر روک دیا کہ جب آپ خلافت کے ہی منکر ہیں تو اس موقعہ پر ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے اور اس کے بعد مومنوں کی جماعت نے اس جوش اور ولولہ کے ساتھ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی طرف رخ کیا کہ اس کا نظارہ کسی دیکھنے والے کو نہیں بھول سکتا۔ لوگ چاروں طرف سے بیعت کیلئے ٹوٹے پڑتے تھے اور یوں نظر آتا تھا کہ خدائی فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منظور ایزدی کی طرف کھینچے لا رہے ہیں۔ اُس وقت ایسی چہل پہل اور جوش کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور بچوں اور کمزور لوگوں کے پس جانے کا ڈر تھا اور چاروں طرف سے یہ آواز اٹھ رہی تھی کہ ہماری بیعت قبول کریں۔ ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے تامل کے بعد جس میں ایک عجیب قسم کا پر کیف عالم تھا لوگوں کے اصرار پر اپنا ہاتھ بڑھایا اور بیعت لینی شروع کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود اس کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مجھے بیعت کے الفاظ یاد نہ تھے اور مَیں نے اس بات کا عذر بنانا چاہا..... اس پر مولوی سرور شاہ صاحب نے کہا میں الفاظ بیعت

بقیہ صفحہ 14 پر

ابومصور خان۔ رفیع ناصر

اپنے جائزے لیں

ازارشادات خطبات مسرور جلد 16حصہ دوم (سال 2018ء)

قسط 20-21

ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں۔

ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ دوسرے نہ مان کر گناہگار ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے نہیں مانا اور انکار کیا وہ گناہگار ہو رہے ہیں۔ اور ہم مان کر پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کر کے، ایک عہد کر کے پھر اسے پورا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہیں۔ پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 23/ مارچ 2018ء صفحہ 147)

ہر احمدی کو دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ایسی حرکت سرزد ہونے کا اپنا جائزہ لینا چاہئے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہگار تو نہیں بنا رہی!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہم سے ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد تو نہیں ہو رہی یا ہم کوئی ایسی حرکت تو نہیں کر رہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہگار بنا رہی ہو۔

پس جیسا کہ میں نے کہا جب ہم اپنے ایمان کو بچانے کے لئے، اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب سے اوّل فوقیت ہمیں دینی چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری ترجیحات کیا ہیں اور کیا ہونی چاہئیں۔ اگر یہ ترجیحات خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق نہیں تو ہم نے اس مقصد کو نہیں پایا جو مقصد ہماری ہجرت کا ہے۔ اور اگر یہ اس کے مطابق ہیں تو ہم نے اس ہجرت کے مقصد کو پا لیا اور ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہمارے شامل حال ہوں گے۔ اگر ہماری بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور ہم نے دنیا کے حصول کو اپنا مقصد سمجھا ہوا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کبھی شرک نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے مقصد پیدائش کی حقیقت کو سمجھا ہے ان کی زندگی کا پہلا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو حاصل کرنا اور دنیا کی رنگینیوں میں ڈوبنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک مومن کا مقصد پیدائش ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پورا کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا اور اس کی نعمتیں تو ہمیں مل ہی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعماء سے اپنی طرف آنے والوں کو محروم نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتوں سے بھی محروم نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت کی حسنات مانگو۔ جیسا کہ فرماتا ہے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202)۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 6/ اپریل 2018ء صفحہ 158)

ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے نصائح کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ وابستہ انعامات کے حصول کے لئے جن باتوں اور جن کاموں کے کرنے کی نصیحت فرمائی ہے اس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ ان کے معیار کیا ہیں؟ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہماری عبادتیں کیسی ہیں؟ ہماری نمازوں کے قیام کیسے ہیں؟ ہمارا ہر قول و عمل شرک سے پاک ہے یا نہیں؟ ہماری مالی قربانیوں کے معیار کیا ہیں؟ ہماری اطاعت کے معیار کس درجہ کے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح چاہتے ہیں ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے ہیں یا نہیں؟ اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس معیار پر اپنے سلسلہ کے ماننے والوں کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم اس تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟‘‘

(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 25/ مئی 2018ء صفحہ 241)

ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ معیار کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے کے ہم حق دار ہیں یا نہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اگر وہ معیار نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں تو پھر ہم جلسہ میں شامل ہونے کے حق دار بھی نہیں ہیں۔ یا یہ دیکھیں کہ ہم حق دار ہیں بھی کہ نہیں؟ یا صرف اس لئے کہ پیدائشی احمدی ہیں یا پرانے احمدی ہو گئے، کئی سالوں سے بیعت کر کے یا بزرگ آباؤاجداد کی اولاد ہیں اس لئے شامل ہو رہے ہیں تو پھر وہ مقصد پورا نہیں کر رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ یا اس نیت سے نہیں آئے کہ ہم نے یہ مقصد حاصل کرنے کی اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کوشش کرنی ہے یا کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں تو پھر اگر یہ نہیں تو پھر جلسوں پر آنا ایک میلے پر آنا ہی ہے۔ پس اس بات سے ہر مخلص احمدی کے دل میں ایک فکر پیدا ہونی چاہئے۔ اب تو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک کے جلسے ہوتے ہیں بعض میں مَیں شامل ہوتا ہوں۔ بعض پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شرکت ہو جاتی ہے۔ یورپ کے بعض جلسوں میں آپ میں سے بہت سے شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جو کئی جلسوں میں شامل ہوئے۔ یُوکے کے جلسہ کے بعد جرمنی کے جلسہ میں بہت سے شامل ہو کر آئے ہیں اور ہر جلسہ پر جلسہ کے مقاصد اور دینی علمی اور روحانی ترقی کی باتیں ہوتی ہیں اور تقاریر ہوتی ہیں اور بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ایک خاص ماحول تھا اس میں روحانیت کے نظارے ہم نے دیکھے۔ آپس میں بہت پیار اور بھائی چارے کے نظارے ہم نے دیکھے۔ لوگ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بعض مہمان گئے ہوئے تھے وہ بھی یہ ماحول دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے۔ پس ان باتوں کی وجہ سے اور ایک سال میں ایک سے زیادہ جلسوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ایک انقلاب ہماری حالتوں میں آ جانا چاہئے۔ کہاں تو وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ سال میں ایک دفعہ جلسہ میں شامل ہوں تا کہ تمہارے اندر ایسی پاک تبدیلی ہو کر سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف ایک خاص توجہ پیدا ہو۔ اور کہاں اب یہ حالت ہے کہ بعض لوگ سال میں ایک سے زائد جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ پس جائزہ لیں کہ پھر ایسے حالات میں کیسا انقلاب آ جانا چاہئے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 16خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 14/ ستمبر 2018ء صفحہ 447-448)

ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کہیں ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کو جلسہ کوئی فائدہ نہیں دے رہا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کہیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کو جلسہ کوئی فائدہ نہیں دے رہا۔

پس جب یہاں جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں تو ہر شامل ہونے والا جلسہ کی تمام کارروائی میں شامل ہو صبر اور تحمل سے بیٹھے اور تمام تقاریر

سنے اور جو باتیں بیان ہوئی ہوں ان سے علمی اور عملی فائدہ حاصل کرے۔“
(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 14/ ستمبر 2018ء صفحہ 449)

انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے اور اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کو نصائح کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

”انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں اور تمام کمزوریوں کو ایک لال کتاب جو بنی ہوئی ہے اس میں لکھیں تا کہ آئندہ یہ دہرائی نہ جائیں۔

جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارے میں یہ شکایت آیا کرتی تھی کہ ان کے چہروں پر مسکراہٹ نہیں ہوتی اور اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ڈیوٹی دیتے ہوئے سخت رویہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ عمومی طور پر اس بارے میں ان کی بھی اچھی رپورٹ ہے۔ آئندہ سالوں میں اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔“
(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 21/ ستمبر 2018ء صفحہ 453-454)

ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کس حد تک ہم اقام الصلوۃ کے معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک ہم اقام الصلوۃ کے اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ اس مادی دنیا میں اکثریت اول تو باجماعت نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں دیتی۔ اور اگر مسجد میں آ بھی جائیں تو نہ فرض نمازوں میں، نہ سنتوں میں وہ توجہ رہتی ہے جو نماز کا حق ہے۔ ایسی حالت اگر ہے تو ہم خود ہی اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا واقعی ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مساجد تعمیر کرنے والے اور اس کا حق ادا کرنے والے کہا ہے۔

پھر فرمایا کہ زکوۃ ادا کرنے والے ہیں۔ دین کی خاطر بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے بھی، ان کے حق ادا کرنے کے لئے بھی مالی قربانی کرنے والے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے خوف کے اور کوئی خوف نہیں ہوتا۔ اس فکر میں رہتے ہیں کہ کہیں ہمارے کسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ کے پیار سے ہم محروم نہ ہو جائیں۔ اپنے اعمال ان ہدایات کے مطابق کرنے والے ہوتے ہیں، ان حکموں کو اپنے پیش نظر ہر وقت رکھنے والے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے اور جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ پس یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جو ایک مومن، مسلمان کی ہے۔ اور اس مسجد بننے کے بعد یہاں آنے والوں یا اس مسجد سے اپنے آپ کو منسوب کرنے والوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ گئی ہیں۔

آپ نے اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے ہیں تبھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جانے والے ہوں گے، تبھی ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر رہتی ہے۔“
(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 19/ اکتوبر 2018ء صفحہ 511)

اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارا عہد بیعت کیا ہے اور ہمارے عمل کیا ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس یہ بہت سوچنے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ جب ہم پر فضل فرما رہا ہے تو اس کی شکر گزاری ہم پر فرض ہے۔ پس وہ لوگ جو اپنے دنیاوی کاروباروں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے حق کو اور اپنی عبادتوں کو بھول گئے ہیں یا اس پر وہ توجہ نہیں جو ہونی چاہئے وہ اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارا عہد بیعت کیا ہے اور ہمارے عمل کیا ہیں۔ اور جو یہاں نئے آئے ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں ڈوبنا ترقی نہیں ہے بلکہ تباہی ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ اس بات کو سامنے رکھنا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ مسجدوں کے حق ادا کرنے والے ہوں اللہ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ :

”یاد رکھو! ہماری جماعت اس بات کے لئے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں، نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔“
(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 19/ اکتوبر 2018ء صفحہ 516-517)

اچھی آمد کے لوگوں کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمدنی کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جو اچھی آمد کے لوگ ہیں ان کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ دے رہے ہیں یا نہیں۔ صرف یہ نہیں کہ جس طرح ٹیکس دینے کے لئے بہت ساری کٹوتیاں کر لیتے ہیں چندے کے لئے بھی کر لیں۔ اپنی آمد کو دیکھیں۔ کیونکہ یہ چندے کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ ہے۔ سیکرٹری مال کو یا نظام کو تو پتہ نہیں ہے کہ کسی کی آمد کیا ہے جو چندہ دے رہا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو تو پتہ ہے۔ وہ تو دلوں کا حال جانتا ہے۔ اگر صحیح شرح سے چندہ دینا شروع کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر اور دوسرے جماعتی کاموں کے لئے پھر بہت کم علیحدہ تحریک کرنی پڑے گی۔ پس اس لحاظ سے اپنے جائزے لیں اور اپنے چندہ عام کے بجٹ کا دوبارہ جائزہ لے کر لکھوائیں، جنہوں نے کم لکھوائے ہوئے ہیں۔“
(خطبات مسرور جلد 16 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 2/ نومبر 2018ء صفحہ 541)

جلد 17 (سال 2019ء)
قسط 21

اطاعت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے جائزہ لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اگر ہم جائزہ لیں تو اکثر موقع پر یہ نظر آئے گا کہ اطاعت کے وہ معیار حاصل نہیں کرتے جو ہونے چاہئیں۔ اگر کسی بات پر عمل کر بھی لیں تو بڑی بے دلی سے عمل ہوتا ہے جو مرضی کے خلاف باتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے جو حکم ہیں، ان آیات میں اتنی بار جو اطاعت کا حکم آیا ہے یہ خلافت کے جاری رکھنے کے وعدے کے ساتھ ان آیات میں آیا ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ خلافت کا نظام بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور نظام کا ایک حصہ ہے۔ پس خلافت کی باتوں پر عمل کرنا بھی تمہارے لیے ضروری ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے بلکہ ایک قومی اور روحانی زندگی کے جاری رکھنے کے لیے مومنین کے لیے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ اپنی اطاعت کے معیار کو بڑھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جس نے میرے قائم کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت کرنے والے نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور اسی طرح میرے امیر کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی خدا تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔
(صحیح البخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم حدیث 7137)“
(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 24/ مئی 2019ء صفحہ 280)

اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں اطاعت کا مادہ ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لیے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم میں اطاعت کا مادہ ہے۔ کس حد تک ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہم اپنی عبادتوں کو سنوار رہے ہیں۔ کس حد تک سنت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کس حد تک ہماری اطاعت کے معیار ہیں۔ یہ جائزے خود ہمیں اپنے آپ سے لینے چاہئیں۔“
(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 24/ مئی 2019ء صفحہ 284)

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم خدا تعالیٰ کا حقیقی ذکر کریں اور پھر اللہ تعالیٰ ہمیں یاد رکھ کر اپنے فضلوں کا مورد بنائے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”بعض لوگ باہر جماعتی کاموں میں اچھے ہیں تو گھروں میں بیوی بچے ان سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ بعض گھروں کے حق ادا کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کی عبادت کی طرف توجہ نہیں ہے۔ اس قسم کی شکایتیں ملتی ہیں۔ بعض بظاہر عبادت کرنے والے ہیں تو معاشرے کے آپس کے معاملات میں ایک دوسرے کا حق مارنے والے ہیں۔ بعض دنیا والوں کے سامنے بعض نیکیاں کرنے والے ہیں تو صرف دکھاوے کے لیے اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو بھی جانتا ہے اور وہ ہمیں ہر حال میں دیکھ رہا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میری جماعت شمار ہونے کے لیے، اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے، اس کے فضلوں کا وارث بننے کے لیے، اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کو حاصل کرنے کے لیے

ہر جہت سے اور ہر پہلو سے اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور یہ جلسے کے اہتمام اسی غرض کے لیے کیے گئے ہیں کہ نیکیوں کی ادائیگی کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اور جو مقررین ہیں وہ بھی اپنی تقریروں میں اس طرف توجہ دلاتے رہیں۔ ہمیں ایک ماحول میں رکھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی رہے کہ ہمارے ہر عمل میں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی جھلک نظر آنی چاہیے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

"یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے لَا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ (النور:38)" یعنی جنہیں نہ کوئی تجارت نہ خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل رکھتی ہے۔ فرمایا کہ "جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ایک کیفیت" آپؑ فرماتے ہیں کہ اس طرح، "اس طریق پر سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح پر جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 20-21)

پس یہ وہ حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اس حالت کے پیدا کرنے کی کوشش کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے اور خدا تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ ہم اس حالت کے حاصل کرنے والے بن سکیں اور جب ہم یہ حالت پیدا کریں گے اور اس کے لیے کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہمیں یاد رکھے گا جیسا کہ خود اس نے فرمایا ہے کہ اُذۡکُرُوا اللّٰہَ یَذۡکُرۡکُمۡ۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کا اللہ تعالیٰ ذکر کرے، انہیں یاد رکھے۔ ہمارا مولیٰ ہمیں صرف اس بات پر اتنا نواز دے کہ ہم دنیاوی مصروفیات میں اپنے مولیٰ کو نہیں بھولے اور ان دنوں میں خاص طور پر اس بات کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم خدا تعالیٰ کا حقیقی ذکر کریں اور پھر اللہ تعالیٰ ہمیں یاد رکھ کر اپنے فضلوں کا مورد بنائے۔"

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 5/ جولائی 2019ء صفحہ 356-357)

اپنے جائزے لیں، دو عملیاں نہ ہوں۔ اپنے دلوں کے میل ایسے لوگوں کو نکالنے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے عفو، درگزر اور صلح کے طریق اختیار کرنے چاہئیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہمیں اپنا، اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ آنحضرتؐ نے جو فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ حدیث 10)

کیا یہ ارشاد ہماری حالتوں کی عکاسی کرتا ہے، ہمارے عمل اس کے مطابق ہیں؟ کیا ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم سو فیصد اس پر عمل کرنے والے ہیں؟ اگر یہ سچ ہے، اگر ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ سچ ہے تو پھر قضا میں ہمارا کوئی معاملہ آنا ہی نہیں چاہیے اور ملکی عدالتوں میں حقوق کے حصول کے لیے مقدمات جانے ہی نہیں چاہئیں۔ مجھے بڑے افسوس سے یہ بھی کہنا پڑ رہا ہے کہ بعض لوگ یہاں جلسہ پر آتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات پر پرانے کینوں اور رنجشوں کی وجہ سے جلسے کے دنوں میں اس ماحول میں بھی دست و گریبان ہو جاتے ہیں، لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ پولیس کو بھی بلانا پڑتا ہے۔ کیا یہ ایک مومن کی شان ہے؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کے یہ عمل ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ایسے لوگوں کو نظامِ جماعت اگر جماعت سے باہر نکالے یا نہ نکالے وہ اپنے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں جماعت سے باہر نکل جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق وہ آسمان پر آپؑ کی جماعت میں شامل نہیں ہیں۔

پس اپنے جائزے لیں، دو عملیاں نہ ہوں۔ اپنے دلوں کے میل ایسے لوگوں کو نکالنے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے عفو، درگزر اور صلح کے طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ دنیا کو یہ بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ہماری روحانی اور اخلاقی حالتوں میں ایک انقلابی تبدیلی ہوئی ہے۔ اسی طرح عہدیداران ہیں اور جلسہ کی ڈیوٹی دینے والے ہیں وہ ان دنوں میں خاص خیال رکھیں کہ ان کے اخلاق کے معیار بہت بلند ہونے چاہئیں۔ جن کی عام دنوں میں کسی سے کوئی رنجش تھی بھی تو ان کارکنوں کو جلسہ کے ماحول میں اسے صلح اور صفائی میں بدلنے کے لیے پہل کرنی چاہیے۔ نہ یہ کہ بدلے لینے کی صورت پیدا کریں۔ جلسے پر آنے والا ہر شخص مہمان ہے اور ہر عہدیدار اور ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر قسم کی ذاتی رنجشوں کو دور کر کے اعلیٰ ظرفی اور مہمان نوازی کا مظاہرہ کریں۔ عہدیداروں کی یہ خاص ذمہ داری ہے کہ ان میں برداشت کا مادہ زیادہ ہونا چاہیے۔ پس عہدیدار اپنے آپ کو ہر حال میں خادم سمجھیں اور افراد جماعت اور جلسے میں شامل ہونے والے عہدیداروں کو نظامِ جماعت کا نمائندہ سمجھیں تو تبھی کھچاؤ اور لڑائیوں کے ماحول میں بہتری آ سکتی ہے، آپس کی رنجشیں دور ہو سکتی ہیں۔

مجھے یہ بھی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں بعض جماعتوں کے عہدیداروں نے اپنے عہدوں کا خیال نہیں رکھا۔ جلسے کے ماحول کی بات نہیں کر رہا۔ عام حالات میں بھی اپنی جماعتوں کی جماعتی ذمہ داریوں میں اور خدمتِ دین کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی بجائے دنیاوی عہدے کی طرح سمجھا ہے جس کی وجہ سے انہیں تبدیل بھی کرنا پڑا ہے۔

پس ایسے لوگ اگر یہاں جلسے پر آئے ہیں تو عبادت، ذکرِ الٰہی اور عاجزی میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اگر ان کے خیال میں ان کے بارے میں غلط فیصلے بھی ہوئے ہیں تب بھی عاجزانہ راہیں اختیار کریں اور عاجزانہ راہیں اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں اور نظامِ جماعت کے بارے میں دلوں میں رنجشیں نہ لائیں۔ اگر غلط فیصلے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے، غیب کا بھی علم رکھتا ہے، حاضر کا بھی علم رکھتا ہے۔ اس کے آگے اگر عاجز ہو کر جھکا جائے تو وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور مشکلات سے نکالتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اصل چیز عہدہ نہیں بلکہ اصل چیز اپنے بیعت کے حق کو ادا کرنا ہے۔ چاہے وہ عہدے دار ہے یا فرد جماعت ہے اسے اس حق کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے"

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 5/ جولائی 2019ء صفحہ 358-359)

ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ دیکھے اور تلاش کرے کہ وہ کیا مقاصد ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"والے ہر احمدی کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ دیکھے اور تلاش کرے کہ وہ کیا مقاصد ہیں جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر پورے کرنے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ ان پچھلے چند سالوں میں بہت سے احمدی ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں اور یہاں جماعت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ کیوں ہجرت کر کے آئے ہیں؟ اس لیے کہ خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کو مذہبی آزادی نہیں ہے، احمدیوں کو مذہب کے نام پر تنگ کیا جاتا ہے، ان کے حقوق سلب کیے جاتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے زمانے کے امام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی اور حکم کے مطابق مانا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور اس کی عبادت کرنے سے اس لیے روکا جاتا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی بیعت میں کیوں آئے ہیں۔ مسجدیں بنانا تو ایک طرف ہمیں اپنے لوگوں کی تربیت کے لیے جلسے اور اجتماع کرنے سے بھی روکا جاتا ہے بلکہ گھروں میں بھی قانون کی رُو سے ہم نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ عید قربان پر ہم جانوروں کی قربانی نہیں کر سکتے بلکہ قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اس پر بھی مقدمے ہو جاتے ہیں اور اس لیے بھی کہ نام نہاد علماء اور ان کے چیلوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ پس ایسے حالات میں بہت سے احمدی پاکستان سے ہجرت کر کے دوسرے ممالک جہاں مذہبی آزادی ہے چلے جاتے ہیں، ہجرت کر گئے ہیں۔

آپ میں سے بھی جو یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں انہیں یہاں مذہبی آزادی بھی ہے اور مالی اور معاشی لحاظ سے بھی اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کے مواقع بھی ملے ہیں۔ پس ہر احمدی کو جو ان پابندیوں سے آزاد ہو کر زندگی گزار رہا ہے جو ان کو پاکستان میں تھیں خاص طور پر اس وجہ سے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی روحانی، علمی اور اخلاقی حالت کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہم آزاد ہیں اور کوئی ایسی پابندی ہم پر نہیں ہے جو ہمیں اپنے مذہب پر عمل کرنے سے روکے۔ اگر ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق نہیں، اگر ہم نے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پہلے سے بڑھ کر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی محبت کے اظہار پہلے سے بڑھ کر ہم سے ظاہر نہیں ہو رہے تو اس آزادی کا کیا فائدہ ہے، ان جلسوں میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ یہ مساجد کی تعمیر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ حقیقی فائدہ تو ہمیں اس آزادی کا تب ہی ہو گا جب ہم بیعت کا حق ادا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان جلسوں کے انعقاد کا اعلان بھی اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر فرمایا تھا اور اس لیے فرمایا تھا کہ ان جلسوں کی وجہ سے ہم میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں، ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بنیں اور اس کا صحیح فہم اور ادراک ہمیں حاصل ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔ اپنی روحانی، اخلاقی اور علمی حالت بہتر کرنے والے ہوں اور اس کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ جلسے کے مقاصد کو بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں اور اپنی بیعت میں آنے والوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔“

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 351)

پس بڑا واضح ارشاد ہے کہ میری بیعت میں آ کر صرف زبانی دعوے تک نہ رہو بلکہ مخلصین میں شامل ہو جاؤ اور اخلاص اور وفا میں اس وقت ترقی ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر ہو۔ اس لیے شرائطِ بیعت میں بھی آپ نے یہ شرط رکھی ہے کہ بیعت کرنے والا قال اللہ اور قال الرسولؐ کو ہر معاملے میں دستور العمل قرار دے گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

دنیاوی مصروفیات اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے لیے قربان کرنی پڑیں گی جو چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اس سے بچنا ہو گا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہر بات کو اپنے ہر معاملے میں تب ہی رہ نما بنایا جا سکتا ہے جب حقیقی محبت ہو۔ پس یہ جلسے اس لیے منعقد کیے جاتے ہیں تا کہ بار بار ہمیں اس بات کی یاد دہانی ہوتی رہے کہ ہماری بیعت کا مقصد کیا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ دنیا کی محبت بالکل نکل جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس پر غالب آ جائے۔ اس کے لیے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اور جب ہم نے عہدِ بیعت کیا ہے تو یہ جدوجہد کرنی چاہیے اور کرنی پڑے گی۔ ہمیں اپنے دنیاوی کاروبار اپنی عبادتوں کے لیے قربان کرنے پڑیں گے۔ دنیاوی مصروفیات اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے لیے قربان کرنی پڑیں گی۔ جو چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اس سے بچنا ہو گا۔ اگر ہماری ملازمتیں، ہماری تجارتیں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے سے روکتی ہیں تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں رہنے کے لیے ان برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا ہو گا، ان روکوں کو دُور کرنا ہو گا۔ اسی طرح اگر ہماری انائیں، ہماری نام نہاد دنیاوی عزتیں اور شہرتیں، ہماری خود غرضانہ سوچیں اور عمل حقوق العباد ادا کرنے سے روک رہی ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہے۔حقوق العباد ادا کرنے کا بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور یہ نافرمانی کر کے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں رہنے کے مقصد کو پورا نہیں کر رہے۔“

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 27 ستمبر 2019ء صفحہ 522-524)

جلسہ سالانہ کی اغراض کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے انعقاد کی جو اغراض ہمارے سامنے پیش فرمائی ہیں اگر ہم ان کو سامنے رکھ کر اپنے جائزے لیں تو نہ صرف ان تین دنوں کے مقصد کو پورا کرنے والے بن جائیں گے اور جلسے میں شامل ہونے والوں کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو دعائیں ہیں ان کے حاصل کرنے والے بن جائیں گے اور پھر ان کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنا کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں گے اور نہ صرف اپنی حالتوں بلکہ ہماری نیک اعمال کے حصول کے لیے کوشش اور اس پر عمل ہماری آئندہ نسلوں کے دین پر قائم رہنے اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے بنا کر انہیں بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والا بنا دیں گے۔ جہاں دنیا خدا تعالیٰ اور دین سے دور جا رہی ہے ہماری نسلیں خدا تعالیٰ کے قریب ہونے والی ہوں گی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا باعث بن رہی ہوں گی۔

پس اگر ہم نے اپنے عہدِ بیعت کو پورا کرنا ہے، اپنی نسلوں کو بچانا ہے تو پھر ان اغراض کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے جو جلسے کے انعقاد کی ہیں، ان تین دنوں کو اس عہد کے ساتھ گزارنے کی ضرورت ہے کہ یہ باتیں اب ہماری زندگیوں کا حصہ ہمیشہ رہیں گی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کی اغراض بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آخرت کی فکر ہو۔ جلسے پر آنے والوں کے لیے اس لیے جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے کہ ان کو یہاں رہ کر اس ماحول میں رہ کر اپنی آخرت کی فکر ہو۔ خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو۔ تقویٰ ان میں پیدا ہو۔ نرم دلی پیدا ہو۔ آپس کی محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو، عاجزی اور انکساری پیدا ہو، سچائی پر وہ قائم ہوں اور دین کی خدمت کے لیے سرگرمی ہو۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پس یہ ہے آج ہمارے یہاں جمع ہونے کا مقصد۔“

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 4/ اکتوبر 2019ء صفحہ 531-532)

جائزے لیں کہ کیا ہم مقاصد کو سامنے رکھ کر جلسہ میں شامل ہوتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اس نیت سے جلسے میں شامل ہو رہے ہیں اور اپنے اندر ان مقاصد کو حاصل کرنے کی ایک تڑپ رکھتے ہیں۔ اگر بشری کمزوریوں کی وجہ سے ماضی میں ہم سے ان باتوں کے حصول کے لیے غلطیاں اور کوتاہیاں ہوگئی ہیں تو آئندہ ہم ایک نئے عزم کے ساتھ ان نیکیوں کو پیدا کرنے اور انہیں قائم رکھنے کی حتی المقدور کوشش کرنے کے لیے تیار ہیں اور کریں گے؟ آج ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر کرنے والے ہوں گے، ہم خدا کا خوف اور اس کی خشیت اور اس کی محبت کو ہر چیز پر فوقیت دیں گے، ہم تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے، ہم اپنے دلوں میں دوسروں کے لیے نرمی پیدا کریں گے، ہم آپس میں محبت اور بھائی چارے کو اس قدر بڑھائیں گے کہ یہ محبت اور بھائی چارہ ایک مثال بن جائے، عاجزی اور تواضع میں ہم بڑھنے والے بنیں گے، سچائی اور قولِ سدید ہماری ایک خصوصیت بن جائے گا کہ ہر شخص کہے کہ احمدی ہیں جو ہمیشہ سچ پر قائم رہتے ہیں، سچ بولتے ہیں اور اس کے لیے بڑے سے بڑا نقصان بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ دینی خدمات کے لیے ایسے سرگرم ہوں گے جو ایک مثال ہو گا اور اس کے لیے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے دین کے پیغام کو اپنے ماحول کے ہر شخص تک پہنچانے کی کوشش کریں گے، ان کو بتائیں گے کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔

اگر ہم اپنے اس عہد کو پورا کرنے والے بن گئے، ہماری زندگیاں اس کے مطابق گزرنے لگ گئیں تو یقیناً ہم نے عہدِ بیعت پورا کر لیا۔“

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 4/ اکتوبر 2019ء صفحہ 533-534)

عبادتوں کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی جائزہ لیتے رہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمیں اپنے جائزے لیتے ہوئے اپنی عبادتوں کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دیں، نرم دلی، آپس کی محبت اور عاجزی کی حقیقت پہچاننے کی کوشش کریں اور یہ اس لحاظ سے بھی ہم پر ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو عہد بیعت باندھا ہے اس میں شرک سے پرہیز، نمازوں کی ادائیگی؛ فرض نمازیں بھی اور نوافل کی ادائیگی کے ساتھ ہم نے یہ عہد بیعت بھی کیا ہے کہ ہم عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو اپنے نفسانی جوشوں سے کسی قسم کی تکلیف نہیں دیں گے۔ صرف آپس کے مسلمانوں کے لیے ہی نہیں، جماعت کے ممبران کے لیے ہی نہیں۔ ٹھیک ہے اپنے گھر سے شروع کرو، آپس میں بھی ہونا چاہیے پھر مسلمانوں کے لیے پھر عام مخلوق کے لیے بھی، ہر ایک کے لیے ہمارے دل میں ایک پیار اور محبت کے جذبات ہونے چاہئیں۔ نفسانی جوشوں سے ہمیں خالی ہونا چاہیے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے والے ہم ہوں۔ ہمارے ایسے سلوک ہوں جس سے ہم ایسے بن جائیں کہ ہر ایک ہمارے ان رویوں کو، ہماری نیکیوں کو پرکھنا چاہے تو پرکھ سکے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ معیار جو کہتے ہیں اس کے مطابق ہیں؟ کیا ہم اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ تو اگر یہ معیار ہیں اور دوسرا جب ہمیں پرکھتا ہے اس کے مطابق پرکھ لے کہ واقعی یہ ہیں تو تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم حقیقی مومن ہیں اور ہم بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ بیعت جو ہم کرتے ہیں اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ تکبر کو مکمل طور پر چھوڑ کر عاجزی اور مسکینی کی زندگی بسر کروں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

یہ عاجزی اور مسکینی کا پیدا کرنا صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے انعقاد کے مقاصد میں سے ایک مقصد بیان نہیں کیا بلکہ ہم نے آپؑ سے جو عہدِ بیعت کیا ہے اس میں یہ عہد ہے کہ میں عاجزی اور مسکینی سے زندگی بسر کروں گا۔ پس یہ عہد پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور یہی سچائی کی طرف پہلا قدم ہے کہ ہم نے جو عہد بیعت کیا ہے اس کو پورا کریں۔ پس بیعت کی شرائط بھی پڑھتے رہنا چاہیے، پڑھتے رہیں اور دیکھیں کہ کیا ہم سچائی کے ساتھ ان پر قائم ہیں، اس کے مطابق اپنی زندگیاں

گزارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو دنیا کی اصلاح کا دعویٰ جو ہم کرتے ہیں وہ غلط ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کی کوشش کرنی ہو گی ورنہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو کہتے کچھ اَور ہیں اور کرتے کچھ اَور ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ناپسند فرمایا ہے۔ ہمارے عمل ہماری سچائی کی بجائے ہمارے جھوٹ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔ اور جب یہ قول وفعل کا تضاد ہو گا تو پھر خدمتِ دین کا دعویٰ اور اس کے لیے سرگرمی کا اظہار جو ہے وہ بھی غلط ہو جائے گا۔

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں، آپؑ کا دعویٰ سچا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے کامیابیوں کا وعدہ کیا ہوا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مخلصین کی جماعت دینے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے لیکن اگر ہماری حالتیں ایسی نہیں تو پھر ہم ان میں شامل نہیں ہوں گے جو آپ کے سلسلے کے مددگار ہوں۔ پس بیعت کی برکات کے حصول کے لیے اپنی حالتوں کے جائزے لینے کی ضرورت ہے، جو جلسے کی اغراض آپ نے بیان فرمائی ہیں ان پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔خوش قسمتی سے جلسے کے یہ تین دن ہمیں اس غور کرنے کے لیے میسر آئے ہیں۔ ان دنوں میں ہر ایک اپنا جائزہ لے۔ بجائے اس کے کہ اِدھر اُدھر کی باتوں میں اپنا وقت گزاریں دعا، استغفار اور درود کی طرف ہمیں متوجہ رہنا چاہیے اور تب ہی ہم اس جلسے سے حقیقی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 4/اکتوبر 2019ء صفحہ 537-538)

پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کا بھی جائزہ لیتے رہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کو اپنے نمازوں کے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ان کی پانچ وقت باقاعدگی سے نماز پڑھنے کی طرف توجہ ہے اور پھر باجماعت نماز پڑھنے کی طرف توجہ ہے؟ صرف اتنا تو کافی نہیں کہ ہماری مسجد بن گئی۔ جنت میں گھر بنانے کے لیے تو اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ مسجد بنالی، اس کے لیے ایمان کے ساتھ عمل کی بھی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی بھی ضرورت ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ ہر سال ہزاروں مسجدیں مسلمان بناتے ہیں لیکن اگر ان میں فرقہ واریت کے درس دیے جاتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بجائے ذاتی مفادات یا صرف اسی فرقے کے مفادات کی باتیں کی جاتی ہیں یا نئی نئی بدعات نام نہاد علماء پیدا کر رہے ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے کوئی تعلق نہیں تو وہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے رسولؐ کے نزدیک جنت میں لے جانے والی مسجدیں نہیں۔

پس مسجد کا حق ادا کرنا اور اسے جنت لے جانے کا ذریعہ بنانا اور اس کی تعمیر سے جنت میں ایک گھر بنانا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ہر احمدی کو سمجھ کر پھر اس پر عمل کرنے اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اس زمانے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادقؑ نے ایک حقیقی مسلمان بننے اور عبادتوں اور اپنی مسجدوں کے حق ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے کے بارے میں جس طرح بتایا ہے اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔تب ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر پختہ اور کامل ایمان لانے والے ہیں، یومِ آخرت پر کامل ایمان اور یقین رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی نمازوں کو قائم رکھنے والے ہیں اور اپنے مال قربان کر کے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی قائم کرنے والے ہیں اور اگر کسی ہستی کا ہمیں خوف ہے تو وہ خدا تعالیٰ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خشیت ہی ہمارے دلوں میں ہے کیونکہ ہم اس سے پیار کرنے والے ہیں۔ کسی دنیاوی چیز سے ہمیں خوف نہیں ہے، کسی دنیاوی چیز سے ہمیں وہ محبت نہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ہے۔ ہم اپنے دنیاوی مفادات کو اپنے ایمان اور اپنے دین کے لیے قربان کرنے والے ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 11/ اکتوبر 2019ء صفحہ 543)

آپ لوگ فوراً اپنے جائزے لیں کہ نماز کے قیام کا حق کس حد تک ادا کرتے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’آپ لوگ خود اپنے جائزے لے سکتے ہیں کہ کس حد تک ہم نماز کے قیام کی کوششیں کر رہے ہیں؟ کس حد تک خدا تعالیٰ سے ہر ایک کا تعلق قائم ہو گیا ہے یا اس کے لیے کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک دنیا کے کام ہماری نمازوں میں حائل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی بات، والی چیز جو ہے وہ ترکِ نماز ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترك الصلاۃ حدیث:82)

کفر اور ایمان کے درمیان فرق کس چیز سے ہو گا اسی سے ہو گا کہ نماز چھوڑ دی۔ پس یہ ارشاد ہمیں ہلا دینے والا ہونا چاہیے کہ مومن وہ ہے جو نمازوں میں باقاعدہ ہے ورنہ اس میں اور ایک کافر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نماز باجماعت پڑھنے والے کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ نے صرف یہ نہیں کہا کہ نمازیں پڑھو بلکہ باجماعت پڑھے۔حق ادا کر کے پڑھے تو پچیس گنا اور بعض جگہ ستائیس گنا ثواب رکھا ہوا ہے بیان کیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل صلاۃ الجماعۃ حدیث 645-646)

اس کے باوجود اگر بغیر کسی جائز عذر کے ہم اس طرف توجہ نہ دیں تو پھر ہماری کس قدر بدقسمتی ہے۔ پس اگر ہم نے مساجد بنائی ہیں تو مسجدوں کے حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اپنی مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینے کی بھی ضرورت ہے۔خود نیکیاں کرنے اور اپنے اخلاق بلند کرنے اور دوسروں کو نیکیاں کرنے کی تلقین کی ضرورت ہے۔خود یہاں کے ماحول کی برائیوں سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی ضرورت ہے ورنہ ہمارا عہدِ بیعت بھی صرف لفظی عہدِ بیعت ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 17 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مؤرخہ 25/اکتوبر 2019ء صفحہ 573-574)

مرسلہ: ودود احمد۔ مبلغ سلسلہ برکینا فاسو

محبت کی زبان کا حیران کن واقعہ

19/ فروری 2023ء کو برکینا فاسو کے ریجن بانفورا کی جماعت نیانگولوگو میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالہ سے جلسہ کاانعقاد کیا گیا۔ جلسہ میں ریجنل مبلغ بانفورا اعجاز احمد صاحب نے حضرت مصلح موعود کے کارنامے اور پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔ حاضرین وسامعین میں ایک خدا کا بندہ ایسا بھی تھا جو ظاہری زبان سے بول نہیں سکتا تھا اور ظاہری کانوں سے سن نہیں سکتا تھا۔یعنی قوت گویائی اور شنوائی سے محروم تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے غیر معمولی بصیرت عطا فرمائی ہے۔

میں نے محسوس کیا کہ دوران پروگرام وہ شخص سب سے زیادہ انہماک سے جلسہ کی کارروائی میں شامل تھا۔ حیرت کی بات خاکسار کے لیے اس وقت ہوئی جب جلسہ کے اختتام پر سارے احباب جانے لگے تو اس نے خاکسار کو حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کی تصاویر کے سامنے کھڑا کر کے اشارے سے پوچھا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟ وہ اس فلیکس کی طرف اشارہ کر رہا تھا جس پر حضرت مصلح موعودؓ کی تصویر تھی جو جلسہ کی مناسبت سے وہاں آویزاں تھی۔ میں نے اس کو اشاروں کی زبان میں تعارف کروایا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور دوسرے خلیفہ ہیں۔ خاکسار حیران تھا کہ ظاہری گویائی اور شنوائی سے محروم خلافت کے اس فدائی کو اللہ تعالیٰ نے کیسی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ کیا کشش ہے جو اس کو حضرت مصلح موعودؓ کی تصویر کی طرف کھینچ لائی ہے۔محبت کی زبان کا ایسا حیران کن نظارہ دیکھ کر عاجز کے دل سے بے اختیار خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس عاشق خلافت کے لئے دعا نکلی۔

اس پیارے وجود کا نام کوناتے یعقوبا ہے۔ آپ کا پیشہ جوتے مرمت کرنا ہے۔آپ سارا دن مسجد کے سامنے دلجمعی سے اپنا کام کرتے ہیں۔ ہر آنے جانے والے کے ساتھ بہت پیار اور نرمی سے پیش آتے ہیں۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں۔ نہایت سادہ، نمازوں کے پابند، مہمان نواز اور اگر یہ کہوں کہ ہر دل عزیز تو غلط نہ ہوگا۔

خاکسار ان کے بارے میں لکھنے پر مجبور ہوا اور رہا نہ گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی دو واقعات بہت قابل قدر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کی محبت کا بیج اللہ تعالیٰ نے کہاں کہاں بو دیا ہے۔

یوں ہوا کہ سال 2022ء کا کیلنڈر مشن میں لگا ہوا تھا جس پر حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کی تصاویر تھیں۔ امسال جو جماعتی کیلنڈر شائع ہوا اس پر جماعتی عمارات کی تصاویر تھیں۔ پرانا کیلنڈر اتار کر نیا لگا دیا گیا۔ جب موصوف مشن میں آئے تو تصاویر والا کیلنڈر نہ پا کر بے چین ہو گئے۔سوالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ وہ کیلنڈر کہاں ہے۔ میں نے انہیں وجہ بتائی تو سمجھ گئے۔ لیکن ان کی بے چینی اس قدر واضح تھی کہ ہم نے اس تصاویر والے کیلنڈر کو دوبارہ دیوار پر لگا دیا تا اس عاشق کا دل قرار پائے اور اس کی اداس نظریں تصاویر کو دیکھ کر پیاس بجھائیں۔

ایک اور واقعہ پیش ہے مسجد میں رکھے لکڑی کے بنچ کچھ خراب ہو گئے تھے۔ خاکسار نے احباب کو توجہ دلائی لیکن ان کی طرف سے کچھ سستی ہوگئی۔ خاکسار نے ان بینچز کو خود ٹھیک کرنے کی کوشش کی لیکن کچھ لکڑی کی ضرورت تھی۔ جب آپ کی نظر پڑی کہ میں کام کر رہا ہوں اور لکڑی کی تلاش میں ہوں تو اپنا کام چھوڑ کر اسی وقت گھر گئے اور تین عدد لکڑیاں لے آئے جو اس کام کے لیے کافی تھیں۔ اس طرح آپ کو مسجد کی ایسی خدمت کی توفیق عطا ہوئی جو بولنے اور سننے والے بھی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مال و جان خیر و برکت رکھے اور دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس کو نصیب کرے۔ آمین

حنیف محمود کے قلم سے

آداب معاشرت

سلام کے آداب

قسط 5

ہمارا مذہب جہاں ہمیں جسمانی اور مالی عبادات بجالانے کا حکم دیتا ہے وہاں زبانی عبادت بجالانے کو بھی بہت بھاری نیکی قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نیک بات کہنا بھی صدقہ ہے۔سلام کے معنی امن، سلامتی اور رحمت وبرکت کے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان دعا اور تحفہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس کا نام ’’السلام‘‘ ہے جو تمام دنیا کو امن دینے والا اور سلامتیوں کا سرچشمہ ہے۔حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا اور پھر محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ نے اپنی اُمت کو اس قول خیر کو پھیلانے کا حکم دیا تا کہ معاشرے کی فضا سلامتی کی دعاؤں سے بھر جائے۔سلام کے بارے میں آداب پیش ہیں۔

دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے ’’السلام علیکم‘‘ کہہ کر اجازت لینی چاہئے۔ گھر والوں کی طرف سے اگر ایک دفعہ ’’السلام علیکم‘‘ کا جواب نہ ملے تو وقفہ وقفہ کے بعد تین دفعہ ’’السلام علیکم‘‘ کہنا چاہئے۔حضرت رسول کریم ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپؐ جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے تو تین بار سلام کہتے۔ (بخاری) اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت بھی گھر والوں کو سلام کہنا چاہئے۔کیونکہ سلام کرنے والے پر اور سلام کئے جانے والوں پر خدا تعالیٰ برکتیں نازل کرتا ہے۔ سلام کے لفظ میں کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے اس لیے اگر گھر میں کوئی شخص موجود نہ بھی ہو تو اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت اپنے نفس پر سلام بھیجنا چاہئے۔ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے وقت بھی ’’السلام علیکم‘‘ کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ آداب وغیرہ کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ شریعت نے سلام کو ایک دینی شعار قرار دیا ہے۔سلام کا جواب ضرور دینا چاہئے بلکہ بہتر طور پر اس کا جواب دینا چاہئے۔ بہتر رنگ میں سلام کے جواب سے انسان کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرنی چاہئے۔سلام میں ابتداء کرنے والے شخص کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔

سلام کو عام کرنا چاہئے کیونکہ سلام کو رواج دینے اور پھیلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔خواہ واقف ہو یا ناواقف اُسے سلام کرنا چاہئے۔حضور اکرم ﷺ نے سلام کہنے کو اخوت اسلامی کے قیام کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ ملاقات کے وقت ’’السلام علیکم‘‘ کہنے کے بعد اگر درمیان میں کوئی چیز حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات کے وقت پھر ’’السلام علیکم‘‘ کہنا چاہئے۔ کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے ’’السلام علیکم‘‘ کہنا چاہئے۔ اسی طرح جب مجلس سے اُٹھ کر جانا پڑے تو بھی ’’السلام علیکم‘‘ کہہ کر جانا چاہئے۔ بڑوں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو سلام کریں اور چھوٹوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بڑوں کو سلام کریں۔سوار کو چاہئے کہ وہ پیدل کو سلام کرے۔ اسی طرح پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کریں اور تھوڑے آدمی زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو جب ’’السلام علیکم‘‘ کہا جائے تو مجلس میں سے ایک یا چند اشخاص کا سلام کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہوجاتا ہے۔مردوں کا واقف عورتوں کو اور عورتوں کا واقف مردوں کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

پس سلامتی اور امن کی یہ نوید جو حضرت محمد ﷺ نے خدائے سلام کی طرف سے لاکر تمام دنیا کو دی ہے۔ ہم اسے اختیار کریں اور اجنبیت کی فضا کو دور کرنے، اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کرنے اور آپس میں محبت ومودّت بڑھانے کے لیے سلامتی کی راہوں پر چلتے ہوئے ہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کو رواج دیں۔

بقیہ: خلافت ثانیہ کے انتخاب کی روئیداد...... از صفحہ 8

دہراتا جاؤں گا آپ بیعت لے لیں۔تب مَیں نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ کا یہی منشا ہے اور اس کے منشا کو قبول کیا اور لوگوں سے بیعت لی۔‘‘

(آئینہ صداقت صفحہ 190-191)

چنانچہ اس موقعہ پر یکلخت مجلس پر سناٹا چھا گیا اور جو لوگ قریب نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا پھیلا کر اور ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت شروع ہوجانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء اِس مجمع سے حسرت کے ساتھ رخصت ہوکر اپنی فرودگاہ کی طرف چلے گئے۔ دو اَڑھائی ہزار کے مجمع میں، صرف پچاس کے قریب آدمی بیعت میں شامل نہ ہوئے اور باقی سب نے بیعت کرلی۔ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ

یہاں یہ ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ آج صبح کے وقت مسجد میں مولوی محمد علی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا اگر مَیں نے بدنیتی سے ٹریکٹ لکھا تھا تو خدا مجھے پکڑے، مجھے ہلاک کرے، مجھے ذلیل کردے۔ ایک عرصہ سے صدر انجمن احمدیہ کے سیکرٹری ہونے کی وجہ سے موصوف جماعت کے معززین میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن خدا کی قدرت اُسی روز عصر کی نماز کے بعد اسی جماعت کے مجمع میں ایک شور بلند ہوتا ہے کہ ہم آپ کی بات نہیں سنیں گے۔ صبح کی بد دعا کے بعد ایسے مجمع میں اس واقعہ کا پیش آنا اگر الٰہی شہادت نہیں تو اور کیا ہے؟

الٰہی منشاء کے تحت بیعت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لمبی دعا کروائی۔جس میں سب لوگوں پر رقت طاری تھی۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مجمع میں کھڑے ہوکر ایک دردانگیز تقریر فرمائی جس میں جماعت کو اس کے نئے عہد کی ذمہ داریاں بتاکر آئندہ کام کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

’’حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحبؓ ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے... پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا....ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہاء ہیں۔تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے۔توسنو! اِس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کیلئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو... اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لو گے اور اس عہد کو مضبوط کروگے تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا۔‘‘

(الفضل مارچ 1914ء)

اس بیعت، دعا اور تقریر کے بعد لوگوں کی طبیعتوں میں کامل سکون تھا اور ان کے دل اس طرح تسلی پاکر ٹھنڈے ہوگئے تھے جس طرح کہ ایک گرمی کے موسم کی بارش، جھلسی ہوئی زمین کو ٹھنڈا کردیتی ہے۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا (النور:56) کے مطابق اللہ تعالیٰ کا وعدہ عظیم الشان رنگ میں پورا ہوا۔ روح القدس نے آسمان سے احباب جماعت کے دلوں میں سکینت نازل کی اور خدا کے مسیح کی یہ بات ایک دفعہ پھر پوری ہوئی۔ ’’مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شمالی میدان میں قریباً دو ہزار مردوں اور کئی سو عورتوں کے مجمع میں حضرت خلیفہ اوّلؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر حضور کی معیت میں مخلصین کا یہ بھاری مجمع جس کے ہر متنفس کا دل رنج وخوشی، مسرت وملال کے دوہرے جذبات کا مرکز بنا ہوا تھا حضرت خلیفہ اول کی نعش مبارک کو لے کر بہشتی مقبرہ قادیان کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر اس مبارک انسان کے مبارک وجود کو ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اس کے آقا ومحبوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلو میں ہمیشہ کیلئے سلا دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انتخاب خلافت کیلئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی اور قواعد مرتب کر کے ممبران کی تعیین فرمائی۔ خلافت رابعہ کے دور میں 1984ء اور 1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی منظوری سے ان قوانین میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں لیکن بنیادی طور پر انہی قوانین کے تحت خلافت ثالثہ، خلافت رابعہ اور پھر خلافت خامسہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے کہ حضور کا قائم فرمودہ انتخاب خلافت کا نظام بہت بابرکت ثابت ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں:

’’اب آئندہ ان شاء اللہ خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔ جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اِس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ ان شاء اللہ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 18/ جون 1982ء خطبات طاہر جلد 1 صفحہ 18)

خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی مبارک بھی اور محمود بھی
لبوں پر ترانہ ہے محمود کا زمانہ، زمانہ ہے محمود کا

(حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’پس کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنے آپ کو پوری طرح خلافت کے ساتھ وابستہ رکھتا ہے، کامیابی اسے ملتی ہے جو اپنا سب کچھ خلافت پر نثار کر دیتا ہے۔ کامیابی اسے ملتی ہے جو خلیفۂ وقت کی دعائیں حاصل کرتا ہے کیونکہ ’’اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اسکی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اسکے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔‘‘

(منصب خلافت صفحہ 32)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت سے وفا کا تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

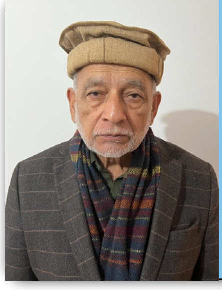

انجینئر محمود مجیب اصغر۔سویڈن

مسلمانوں پر کیوں ادبار آیا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّنَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ﴿۱۲۵﴾

(طہٰ: 125)

ترجمہ: اور جو میری یاد سے اعراض کرے گا یقیناً اس کے لئے تنگی کی زندگی ہوگی اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ……

تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ اول قرآن ہے۔

(حاشیہ: دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھلائے مثلاً نماز پڑھ کر دکھلائی کہ یوں نماز چاہئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سنت اسی کا نام ہے۔

تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اس کو یقینی کر دے گی۔)

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-26)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک رؤیا

22/ نومبر 1902ء

’’آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت بار دار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بُوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے۔ وہ بوٹی افتیمون کی مانند ہے۔ اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت میں ایک کھوجاہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے ان کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا، پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے۔ تب اس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں اور ان کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 362)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

22/ نومبر 1902ء

اسی رات میں ایک الہام ہوا ابوقت 3 بجے 2 منٹ اوپر۔ اور وہ یہ ہے:

’’مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ نَبۡتَلِیۡہِ بِذُرِّیَّۃٍ فَاسِقَۃٍ مُّلۡحِدَۃٍ یَّمِیۡلُوۡنَ اِلَی الدُّنۡیَا وَلَا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ شَیۡئًا‘‘

جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ مبتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 362)

لاکھوں مقدسوں کا تجربہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کی اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولا کریم سے ہو جاتا ہے ……ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر ان کے وجودوں کو ہاون مصائب میں پیسا جائے اور سخت شکنجوں میں دے کر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں۔ دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر اور بلند تر ہیں۔‘‘

(حاشیہ۔سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 حاشیہ صفحہ 79)

ہمارا چاند قرآن ہے

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے
بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عُماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی، کہاں مقدور انساں ہے
ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے ؟
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 198)

حکومت قرآن کا از سر نو قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے 3/ فروری 2023ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو قرآن کریم کی اشاعت و حفاظت کے لئے بھیجا۔ آپ کو وہ معارف سکھائے جو لوگوں سے پوشیدہ تھے۔ آپ کے ذریعہ فیض قرآن کا ایک چشمہ جاری فرمایا آپ تو آئے ہی حکومت قرآن کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہیں لیکن بدقسمتی سے نام نہاد علماء نے آپ کے دعویٰ کی ابتداء سے ہی آپ کی مخالفت اپنا مقصد بنایا ہوا ہے اور کوئی دلیل اور عقل کی بات سننا نہیں چاہتے اور عوام الناس کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ خود تو علم اور معرفت سے نابلد ہیں لیکن جس کو خدا نے اس کام کے لئے بھیجا ہے اس کے راستہ میں روکیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اسے یہ لوگ خدمت قرآن سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً ان علماء کو ابال اٹھتا رہتا ہے اور ان کے ساتھ پھر بعض سستی شہرت حاصل کرنے والے سیاستدان اور سرکاری اہلکار بھی مل جاتے ہیں اور احمدیوں کو مختلف بہانوں سے ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے پھر یہ لوگ من گھڑت مقدمے تحریف و توہین قرآن کے احمدیوں پر بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے اور جو احمدی اس غلط اور ظالمانہ الزام میں انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں ان کی جلد رہائی کے سامان بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے۔‘‘

(خلاصہ خطبہ جمعہ 3/ فروری 2023ء)

دیں غار میں چھپا ہے اک شور کفر کا ہے
اب تم دعائیں کرلو غار حرا یہی ہی
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: احمدیت کا فضائی دور...... از صفحہ 6

3. اس ندا کے ذریعے قرآن اور دین محمدؐ کی سچائی کا اعلان کیا جائے گا۔
4. یہ آواز مشرق ومغرب میں ہر جگہ پہنچے گی۔
5. اس آواز کے ساتھ ہی منادی کی تصویر بھی دکھائی دے گی اور تمام دنیا میں اسے دیکھا اور سنا جائے گا جبکہ وہ منادی اپنی جگہ پر ہی ہوگا۔
6. دور اور نزدیک کے لوگ یکساں طریق سے اس منادی کو سنیں گے اور دیکھنے میں بھی بہت قریب معلوم ہوگا۔ خاص طور پر اس کے متبعین اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔
7. یہ آواز عام ہوگی ہر ایک اسے سن سکے گا۔ کسی طبقے یا قوم کے لئے خاص نہیں ہوگی۔
8. تمام لوگ اس آواز کو یا پیغام میں اپنی اپنی زبان میں سنیں گے۔
9. مشرق ومغرب کے لوگ اس پیغام کو سن کر ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے لگیں گے۔
10. اس منادی کی برکت سے امام مہدیؑ کے ماننے والے مشرق ومغرب میں ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔
11. یہ پیغام دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دے گا ایک ہلچل پیدا ہو جائے گی اور لوگ بیدار ہونا شروع ہو جائیں گے۔
12. عرب ملکوں میں بھی اس آواز پر خاص توجہ دی جائے گی اور شام اور عراق اور مصر کی سعید روحیں بھی اسے قبول کریں گی۔
13. اس نظام کی مخالفت بھی کی جائے گی اور ابلیسی طاقتیں اس کی راہ میں روڑے اٹکائیں گی اور اس سے توجہ پھیرنے کے لئے مسلسل مصروف عمل رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ یہ تمام امور یکجائی صورت میں احمدیہ ٹیلی ویژن میں جلوہ گر ہیں۔ ان پیشگوئیوں سے عالمی ٹیلی ویژن کا نظام مراد لینا کوئی انوکھی بات نہیں۔ ہر صاحب بصیرت ادنیٰ تدبرّ سے بھی اسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ ایک غیر احمدی عالم سردار محمد شفیع صاحب انہی احادیث کا حوالہ دے کر تحریر فرماتے ہیں:

’’امام کے ظہور کے وقت حدیثوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ ہے اور مغرب ومشرق یعنی دنیا کا ہر کونہ آواز سنے گا۔‘‘

یہ جو چودہ سو سال پہلے کی فرمائی ہوئی بات ہے اب سے صرف ایک سو سال پہلے تک براڈ کاسٹ اور ریڈیو کا تخیل بھی نہ تھا اب ہر آدمی ان حدیثوں کو سمجھ سکتا ہے کہ آسمان سے آواز آنے سے کیا مراد ہے؟ امام کی تقریروں اور امن عالم کا پیغام مغرب اور مشرق تک سنائی دے گا۔ چودہ سو سال پہلے تو بہت دور کی بات ہے صرف ایک سو سال پہلے بھی یہ بات سمجھ نہ آسکتی تھی جو حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے بڑے حکیمانہ انداز میں بیان فرما دی تھی۔

ینادی من السماء باسم المھدی فیسمع من بالمشرق ومن بالغرب

(دور مستقبل صفحہ 18 سردار محمد شفیع مکتبہ اتحاد عالم سکھر)

سردار محمد شفیع صاحب بالکل درست نتیجہ پر پہنچے ہیں مگر کاش انہیں معلوم ہو جائے کہ ان کا نتیجہ خدا نے سچ کر دکھایا ہے اور یہ احمدیہ ٹیلی ویژن کا نظام ہے جس پر تمام علامات پوری طرح اطلاق پا رہی ہیں۔

تھی خبر اس کی نوشتوں میں لکھی
اک نویدِ صادقاں ہے ایم ٹی اے
یہ وہ سورج ہے جو مغرب سے چڑھا
دیکھ لو روشن نشاں ہے ایم ٹی اے
آسماں سے اک منادی کی پکار
پیش گوئیوں کا جہاں ہے ایم ٹی اے

فقہی کارنر

اسلامی تعلیم کی خوبصورتی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ ۙ وَلَا تَقۡرَبُوۡہُنَّ حَتّٰی یَطۡہُرۡنَ (الجزء نمبر 2 سورۃ البقرہ) یعنی حیض کے دنوں میں عورتوں سے کنارہ کرو اور ان کے نزدیک مت جاؤ یعنی صحبت کے ارادہ سے جب تک کہ وہ پاک ہو لیں۔ اگر ایسی صفائی سے کنارہ کشی کا بیان وید میں بھی ہو تو کوئی صاحب پیش کریں۔ لیکن ان آیات سے یہ مراد نہیں خاوند کو بغیر ارادہ صحبت کے اپنی عورت کو ہاتھ لگانا بھی حرام ہے۔ یہ تو حماقت اور بیوقوفی ہوگی کہ بات کو اس قدر دور کھینچا جائے کہ تمدن کے ضرورات میں بھی حرج واقع ہو اور عورت کو ایام حیض میں ایک ایسی زہر قاتل کی طرح سمجھا جائے جس کے چھونے سے فی الفور موت نتیجہ ہے۔ اگر بغیر ارادہ صحبت عورت کو چھونا حرام ہوتا تو بچاری عورتیں بڑی مصیبت میں پڑ جاتیں۔ بیمار ہوتیں تو کوئی نبض بھی دیکھ نہ سکتا۔ گرتیں تو کوئی ہاتھ سے اُٹھا نہ سکتا۔ اگر کسی درد میں ہاتھ پیر دبانے کی محتاج ہوتیں تو کوئی دبا نہ سکتا۔ اگر مرتیں تو کوئی دفن نہ کرسکتا کیونکہ ایسی پلید ہوگئیں کہ اب ہاتھ لگانا ہی حرام ہے۔ سو یہ سب نافہموں کی جہالتیں ہیں اور سچ یہی ہے کہ خاوند کو ایام حیض میں صحبت حرام ہو جاتی ہے لیکن اپنی عورت سے محبت اور آثار محبت حرام نہیں ہوتے۔‘‘

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 49 مطبوعہ نومبر 1984ء)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

استغفار

زیادہ نہ سوچا کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ استغفار کیا کریں کیونکہ استغفار کی بدولت اللہ تعالیٰ وہ بند دروازے کھول دیتا ہے جو سوچتے رہنے سے کبھی نہیں کھلتے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع وغروب آفتاب

3/ مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:24	18:25
مدینہ منورہ	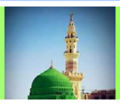	05:25	18:25
قادیان		05:33	18:27
ربوہ		05:13	18:07
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:15	17:46